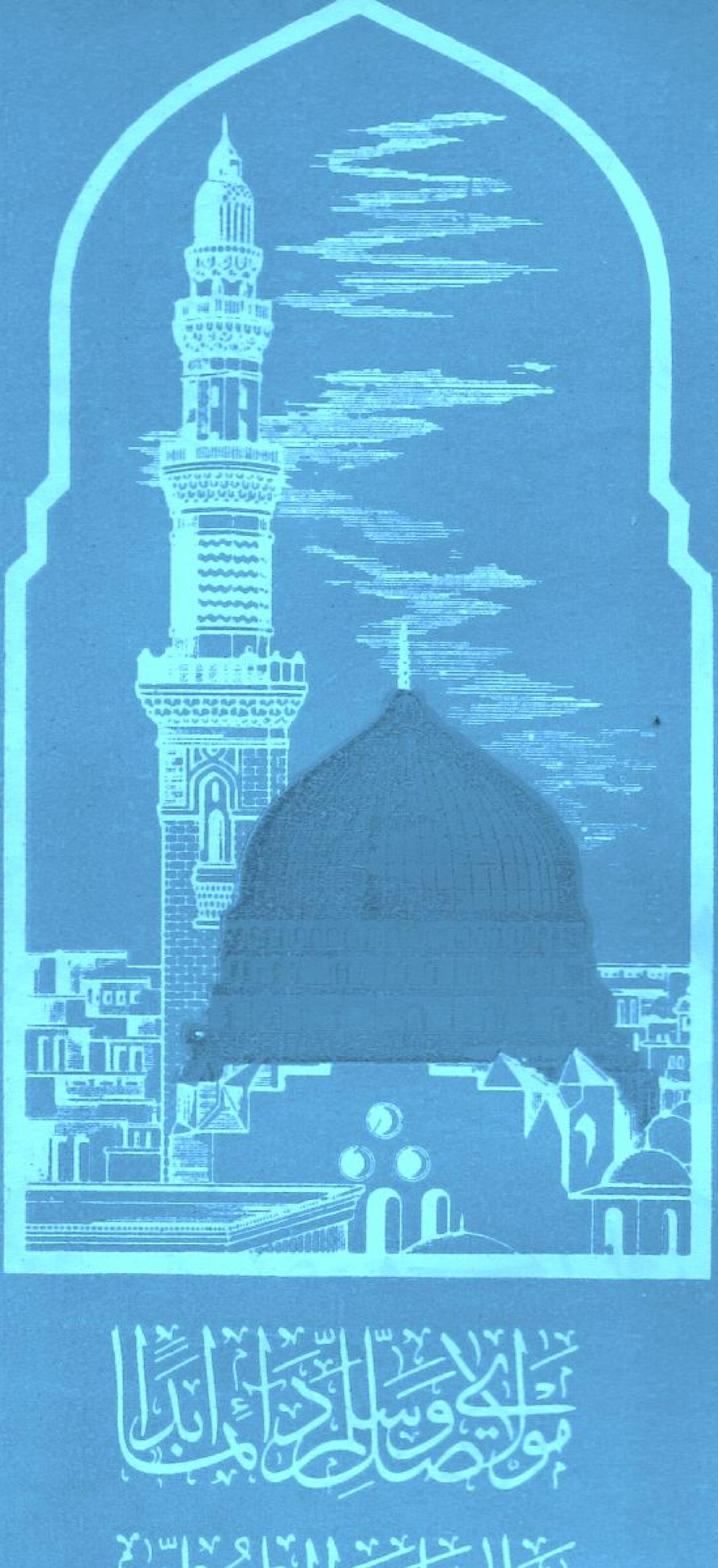

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

ماہنامہ

# الفقیہ

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعہ مدنیہ لاہور کا علمی، ادبی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

# انوارِ مدینہ

لاہور


جلد ۴ — شمارہ ۱۰-۱۱

ربیع الاول، ربیع الآخر ۱۳۹۴ھ — اپریل، مئی ۱۹۷۴ء


نگرانِ اعلیٰ:

حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

مدیرِ معاون

حبیب الرحمٰن اشرف

# محتویات


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ | | ۲ |
| سیرۃ مبارکہ | مولانا سید محمد میاں مدظلہٗ | ۶ |
| نعت النبیؐ | مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی | ۱۶ |
| تعلیم الرفق فی طلب الرزق | مولانا محمد موسیٰ مدظلہ | ۲۰ |
| نعت | حافظ لدھیانوی | ۳۲ |
| علامہ قطب الدین رازی | مولانا عبدالرشید لاہوری | ۳۴ |
| صدیق اکبرؓ | جناب ریاض حسین | ۳۷ |
| حاصلِ مطالعہ | مولانا رشید الدین حمیدی | ۳۸ |
| شیخ الاسلام | جناب مسلم غازی | ۴۳ |
| تبصرہ | | ۴۶ |



بدل اشتراک: سالانہ سات روپے — طلبہ کیلئے پانچ روپے — فی پرچہ ۶۵ پیسے

سید حامد میاں مہتمم جامعہ مدنیہ طابع وناشر نے مکتبہ جدید پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر انوار مدینہ، جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا —

# اِنصاف
یا
# خونِ انصاف

یہ بہت آسان ہے کہ عدل و انصاف کا دعویٰ ذہن نشین کرانے کے لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام لے دیا جائے لیکن کون ہے جس کے دل میں اس عدل و انصاف کا ہزارواں حصہ بھی ہو۔ دورِ فاروقی میں پوری سلطنت کی کل آبادی پاکستان سے کم نہ ہوگی اور رقبہ کا تناسب تو کم از کم آٹھ گنا ہوگا۔ وسائل سفر و ذرائع معلومات نواب کے دور کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر تھے لیکن کیا پورے دَور میں اور پوری سلطنت میں کہیں ایک واقعہ بھی ایسا ہُوا ہے کہ کسی بے گناہ کی جان تلف ہوئی ہو اور عدلِ فاروقی نے اس کی دادرسی نہ کی ہو۔

لیکن پاکستان میں وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ اقتدار اور وسیع اختیارات عاجز نظر آتے ہیں کہ کسی مظلوم کی دادرسی ہوسکے اور قاتل کو اس کے جرم کی پاداش ملے۔ پہلے مقتولین سے لیکر مولانا سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ تک سب دادرسی کے منتظر ہیں۔ عدلِ فاروقی کا نام لینے والے یہ دو واقعے بغور پڑھیں،

ایک بچہ کو اچانک مار دیا گیا تھا، مارنے والوں کا سراغ لگا لیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سب قاتلوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔ وہ سات آدمی تھے۔

بخاری شریف میں ہے۔

فقال عمر لو اشترک فیہ اہل صنعاء لقتلتہم

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر اس کے قتل میں تمام صنعاء کے باشندے (جو یمن کا دار الخلافہ تھا)

شریک ہوتے ہوتے تو میں ان سب کو مار دیتا

ایک دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک شخص نے جس کے پہلی بیوی سے ایک بچہ تھا، دوسری شادی کی۔ بچہ کو اس کے پاس چھوڑ کر سفر میں چلا گیا۔ اس عورت نے ایک شخص سے ناجائز تعلقات کی بنا پر اپنے آشنا اور اس کے دوست اور اپنی خادمہ کے ساتھ مل کر اس بچہ کو مار ڈالا۔ اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بستی کے قریب ایسے کنوئیں میں ڈلوا دیا کہ جس کی حفاظتی دیوار (مینڈھ) نہ تھی۔ آخر اس ایک شخص کو پہلے پکڑا گیا پھر سب کو پکڑ لیا گیا۔ ان کے اقرار کے بعد حاکم کو تردّد ہوا کہ ان میں سے ایک کو قتل کیا جائے یا سب قاتلوں کو۔ اس نے یہ واقعہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا۔ آپ نے حکم دیا کہ سب کو مار دو اور وہی جملہ ارشاد فرمایا جو اوپر گزرا۔

آج بھی سعودی عرب میں جان و مال و عزت پوری طرح محفوظ ہیں۔ وہاں کے باشندوں نے کبھی کہیں کوئی قتل نہیں ہوتا، کوئی بس یا ٹیکسی سے نہیں مارا جاتا کہیں چوری نہیں ہوتی۔ بلکہ ہاتھا پائی بھی نہیں ہوتی اور یہ قوانین اسلامیہ کی برکت ہے اور اس لیے بھی ہے کہ حاکم دل سے چاہتے ہیں کہ اس قسم کے مظالم مملکت میں نہ ہونے چاہئیں۔

اگر ہمارے حکام بھی طے کر لیں کہ اس قسم کی ناانصافیوں کا خاتمہ کرنا ہے اور قوانینِ اسلامیہ کے نفاذ کے لیے "قاضی" کا ہر ضلع میں تقرر منظور کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر شہری اطمینان، سکون اور راحت سے نہ رہے ورنہ ہر شخص ان انگریزی کالے قوانین کے تحت غیر محفوظ ہے اور رہے گا۔ یہ قوانین قابلِ انصاف نہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ذمہ داری سب سے زیادہ با اختیار حاکم کی ہوتی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس طرف پوری توجہ دے کر اپنا فرضِ منصبی ضرور ادا کریں گے اور دربارِ خداوندی میں سرخرو ہونے کی کوشش کریں گے۔

---

## "فجر الاسلام" فلم کے ذریعے غضبِ الٰہی کی دعوت

جنوری کے رسالہ بیّنات شمارہ ۲۶ نے اس موضوع پر تنبیہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ صحابہ کرام

کا بھیس روپ بنانے والوں کا نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے احکام آپ کے اقوال کو نقل کرنا اور ایک فرضی داستان یا فرضی الفاظ ہی ادا کرنا دراصل اپنا جہنم میں ٹھکانہ بنانا ہے۔ تصویر کشی اسلام میں منع ہے ورنہ کوئی صحابی ایسے نہ ہوتے کہ جن کے پاس نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی صورت مبارکہ کا عکس نہ ہوتا اور کوئی مقام ایسا نہ ہوتا جہاں آپ کا مجسّمہ نہ بنایا گیا ہوتا کیونکہ وہ لوگ تصویر کشی اور مجسّمہ سازی کے دور سے گزرے تھے اور یہ فن جانتے تھے۔ پھر بعد کے آنے والے تابعین کے پاس صحابہ کرام کی تصاویر ہوتیں لیکن مجسّموں اور تصاویر کا یکسر نہ پایا جانا واضح دلیل ہے کہ یہ کام نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام آپ کے صحابہ اور ان کے تابعین سب کے نزدیک ناجائز اور ایسا کبیرہ گناہ تھا کہ کسی نے چھپا کر بھی کبھی نہیں کیا۔ حالانکہ وہ عاشق صادق تھے۔

لامحالہ فلم بنانے میں واقعہ سے ہٹ کر اپنے قیاس سے باتیں بنانی پڑتی ہیں۔ جگہ جگہ ربط دینے کے لیے کلمات کا اضافہ کرنا پڑتا ہے اور یہ سب اسلام کی بنیاد پر زبردست ضرب ہے کیونکہ حدیث میں ایک لفظ کا بھی اضافہ یا کمی کرنے سے ہمیشہ ایسے ڈرا جاتا رہا ہے جیسے جہنم کی آگ سے کیونکہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ "وہ شخص اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے"۔ والعیاذ باللہ نیز اگر وہ لوگ اپنی طرف سے ذرا ذرا سا بھی اضافہ کرتے تو آج تک اسلام کی شکل ہی بدل گئی ہوتی۔

رسالہ بیّنات کے بعد ہمیں اس کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی صرف اس لیے لکھ رہے ہیں کہ خداوند کریم کے یہاں ہمارا نام بھی ان ہی میں ہو جنھوں نے اس کے دین کی سلامتی کی کوشش کی اور برائی سے روکا۔

ع ہمارا کام ہے کہنا عمل کرو نہ کرو

واللہ المستعان

حامد

خدا جزائے خیر دے جناب حاجی مبین احمد صاحب کو جو سال بسال نئے نمونہ کا ٹائیٹل "انوار مدینہ" کے لیے تیار کراتے رہے ہیں۔ اس ماہ کا ٹائیٹل بھی ان کی ہی کرم فرمائی اور حسن انتخاب کا نتیجہ ہے۔

| |
|---|
| دیباچہ |
| ۴ |

سیرۃ مبارکہ

# محمد رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم

## قرآن اور تاریخ کے آئینے میں

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا سید محمد میاں ادام اللہ معالیہم

## معاہداتی حکومت

عرب کے آزاد خود مختار قبائل جن کی گردنیں کسی بادشاہت یا شہنشاہیت کے سامنے کبھی نہیں جھکیں، عجیب بات یہ ہے کہ قول و قرار اور عہد و پیماں کی شوکت و حشمت کے سامنے ان کی گردنیں ہمیشہ خم رہتی تھیں۔

جب پورے ملک میں حکومت کا کوئی نظام نہیں تھا تو ظاہر ہے پولیس یا فوج کا بھی کوئی سلسلہ سرزمین عرب میں نہیں تھا، البتہ پابندی عہد کے اصول نے پورے عرب میں ایک ایسا نظام قائم کر دیا تھا جو باضابطہ حکومت کی طاقت اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس کی موجودگی میں ان کو پولیس یا فوج کی بھی ضرورت نہیں تھی کیونکہ افراد کے جان و مال کی حفاظت جو پولیس کا کام ہوتا ہے اور بیرونی حملہ آوروں کا دفاع جو فوج کا فرض ہے یہ معاہداتی نظام ان تحفظات کا ذمہ دار تھا

قبائل کے معاہداتی گروپ تھے، جو فرد کسی گروپ سے تعلق رکھتا تھا تو پورا گروپ اسکی حفاظت

کا ذمہ دار تھا اگر اس کا بال بیکا ہوتا تو پورے گروپ کی ہزاروں تلواریں اس کا انتقام لینے کے لئے برہنہ ہو جاتیں۔ کسی فریاد کرنے والے کی فریاد پورے گروپ کے جذبات حمایت کے لئے چنگاری کا کام کرتی تھی۔ یہ فریاد اور دہائی ہی دعویٰ ہوتی تھی اور یہی دلیل، اب تحقیق و تفتیش بھی پہلو تہی اور بزدلی سمجھی جاتی تھی، قریط بن انیف شاعر قبیلہ بنی مازن کی خوبی یہ بیان کرتا ہے:

قوم اذا الشر ابدی ناجذیه لهم  طاروا الیه زرافات و وحدانا
لا یسألون اخاهم حین یندبهم  فی النائبات علی ما قال برهانا[1]

ترجمہ (۱) بنی مازن ایسی قوم ہے کہ جب جنگ ان کے سامنے دانت نکالتی ہے تو وہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں، ٹولی بن کر گروہ در گروہ یا اکیلے اکیلے جیسا موقع ہو، ہے دوڑ پڑتے ہیں، اس کا نہیں خیال کرتے کہ تنہا جا رہے ہیں یا جماعت اور گروہ میں۔
(۲) جب ان کا بھائی (ان کے گروپ کا آدمی) ہنگاموں میں ان کو پکارتا ہے (کوئی فریاد کرتا ہے) تو پھر اس کے دعوی اور قول کے لئے کوئی دلیل نہیں مانگتے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

انی لمن معشر افنی اوائلهم  قول الکماة الا این المحامونا[2]

میں ایسے معاشرہ (سماج) کا فرد ہوں جس کے متقدمین ختم ہو چکے ہیں اور ان کے ختم ہونے کا سبب بہادروں کی یہ پکار ہوا کرتی تھی۔

الا این المحامونا  کہاں ہیں ہمارے حمایتی۔

یعنی جہاں انہوں نے یہ پکار سنی وہ فوراً حمایت کے لئے میدانِ جنگ میں پہنچ جاتے تھے اور وہیں ختم ہو جاتے تھے۔

وداک بن ثمیل مازنی نے اپنے بہادروں کی تعریف یہ کی ہے:

اذا استنجدوا لم یسألوا من دعاهم  لایة حرب ام بای مکان

جب ان سے مدد مانگی جاتی ہے تو یہ نہیں دریافت کرتے کہ طالب کون ہے، کس

---

[1] دیوان حماسہ  [2] دیوان حماسہ ص۱۷

لڑائی کے لئے، کس مقام پر لڑنے کے لئے دعوت دے رہا ہے، نہ یہ تحقیق کرتے ہیں کہ کس جنگ کے لئے۔

بیشک لڑائیوں کے طویل طویل سلسلوں نے اس دور کی تاریخ کو وحشتناک بنا رکھا ہے لیکن جنگ کی بنیاد عموماً یہی معاہداتی حمیت ہوتی تھی، یعنی گروپ کے کسی فرد کو کسی نے جانی یا مالی نقصان پہنچا دیا ہے تو یا تو اس کے نقصان کی تلافی کی جائے ورنہ اعلان جنگ۔ جنگ کے شعلے پہلے دو قبیلوں میں بھڑکتے تھے پھر رفتہ رفتہ پورے پورے گروپ ان کی لپیٹ میں آجاتے تھے۔

اس تصادم اور تقابل میں پناہ کا ذریعہ صرف وہ مہینے ہوتے تھے جو باتفاق عرب اشہر حرم کہلاتے تھے، جن میں اسلحہ اتار دیئے جاتے تھے اور قتل وخون، ظلم وفساد ممنوع سمجھا جاتا تھا۔ یہ بین القبائلی رواج عقیدہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

ان میں ایک مہینہ رجب کا ہوتا تھا جس کو منصل الاسنہ کہا کرتے تھے، یعنی نیزوں کے بھال اتار دینے والا مہینہ[1]۔

## قبائلی پاسپورٹ اور ویزا

یہ معاہداتی گروپ جس طرح جنگ یا طوالت جنگ کا ذریعہ بن جاتے تھے یہ تحفظ کا ذریعہ بھی ہوا کرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ معاہدات کی غیر معمولی پابندی صرف اخلاقی قدر نہیں تھی بلکہ اقتصادی ضرورتوں اور معاشی وسماجی مصلحتوں کا بھی تقاضا تھا کہ معاہدات کی پوری پابندی کی جائے، ہر ایک قبیلہ پھر ہر ایک معاہداتی گروپ کا ایک حلقہ ہوتا تھا۔ اس حلقہ کے حدود میں کوئی شخص بلا اجازت داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر کسی نے اجازت حاصل کر لی ہے تو جہاں تک اس گروپ کے حلقہ کی حدود ہیں اس کی حفاظت اس گروپ کے ذمہ ہوتی تھی، تجارتی قافلے اسی طرح کی اجازتوں کی پناہ میں منزلیں طے کرتے تھے۔

حرب[2] فجار کا چوتھا دور جس کے معرکوں میں ابوطالب وغیرہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمام،

---

[1] بخاری شریف ص ۶۲۸ [2] یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لے گئے تھے اور اس وقت عمر مبارک تقریباً چودہ[1] سال تھی۔ اس دور چہارم کا محرک بھی اسی قسم کا اجازت نامہ تھا۔

حیرہ کا راجہ (ملک حیرہ) نعمان بن منذر جس نے شہنشاہ ایران کے دربار میں عرب کے فضائل بیان کئے تھے اس کا تجارتی قافلہ مکہ کے مشہور میلہ سوق عکاظ میں جانا چاہتا تھا۔ عروہ بن عتبہ نے جس کا تعلق ہوازن سے تھا اس کو اجازت دیدی، یہ جرارت براض بن قیس کو ناگوار گذری اس نے عروہ کو قتل کر دیا[2]۔

بنو کنانہ اور قریش کو خطرہ ہوا کہ مقتول کا قبیلہ (ہوازن) اپنے مقتول کی حمایت میں ان پر حملہ کر دیگا۔ اشہر حرم شروع ہونے والے تھے انھوں نے چاہا کہ وہ فی الحال حرم مکہ میں داخل ہو جائیں تو حملہ سے بچ جائیں گے، اس کے بعد اشہر حرم شروع ہو جائیں گے تو سر دست جنگ ٹل جائے گی۔ لیکن قریش اور بنو کنانہ ابھی حرم میں داخل نہیں ہونے پائے تھے کہ مقتول کے قبیلہ

---

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ابن قتیبہ نے فجار اول و ثانی کی تفصیل بیان کی ہے (معارف ص۲۰۱) مزید تفصیل شیخ محمود سید الطہطاوی نے بیان کی ہے (سیرۃ ابن ہشام، مطبوعہ مطبع محمد علی مصر) اموی نے اور تفصیل سے ایام جاہلیت کا تذکرہ کیا ہے۔

[1] ابن ہشام۔ دوسری روایت یہ بھی ہے کہ عمر مبارک ۲۰ سال تھی، مگر جو کام اس جنگ میں آپ کے سپرد کیا گیا تھا کہ انبل علی عمومتی (مجمع البحار) کہ اپنے چچا صاحبان کو تیر اٹھا اٹھا کر دے رہا تھا، اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ عمر چودہ سال ہوگی۔ مگر ابن سعد میں یہ بھی ہے

ورمیت فیہ السھم وما احب انی لم اکن فعلتہ ص۱۲۷

[2] براض بن قیس کا تعلق بنو کنانہ اور قریش سے تھا، اس علاقہ میں اجازت دینا کنانہ اور قریش کا حق تھا ہوازن کا حق نہیں تھا، براض نے عروہ کے اجازت نامہ کو اپنے قبیلہ کے حق میں مداخلت سمجھا، چنانچہ اول زبانی گفتگو کی اور اس کے اس فعل کو ناجائز قرار دیا اور جب عروہ نے پرواہ نہیں کی تو براض نے موقع پاکر عروہ کو قتل کر دیا اور مکہ سے بھاگ کر خیبر چلا گیا۔ تجارتی قافلہ

والوں نے ان کو گھیر لیا اور حملہ کر دیا۔ بہرحال چار روز تک جنگ ہوتی رہی۔ اول قیس کو غلبہ رہا پھر قریش غالب رہے ہے۔

## شہریت (تمدن) اور شہری تہذیب

عرب میں اب بھی ایک بڑی تعداد ان کی ہے جن کو "بدو" کہا جاتا ہے، یہ خانہ بدوش "بدوی" زندگی بسر کرتے ہیں۔ عرب کا ایک حصہ جس کو "ربع خالی" کہا جاتا ہے، اب بھی غیر آباد ہے، لیکن اس کے باوجود بہت بڑی تعداد وہ تھی جن کو "حضری" کہا جاتا تھا، یعنی جو شہری زندگی کے عادی تھے اور اپنی شہری تہذیب میں دیگر ممالک کی تہذیب سے نہ صرف ہمسری اور مساوات بلکہ برتری کا دعویٰ رکھتے تھے۔

### شہر

مختلف صوبوں کے مشہور شہروں کے نام ملاحظہ فرمائیے:

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) بہرحال محفوظ رہا (ابن سعد ص۸۰ ج۱، ابن ہشام ص۱۱۷ ج۱)

۵ اگرچہ قاتل کا معاہداتی تعلق قریش سے تھا مگر جہاں تک عدل و انصاف کا تعلق ہے مجرم صرف قاتل تھا پورا قبیلہ قریش و کنانہ مجرم نہیں تھا اور جب مقتول کے قبیلہ نے ان پر حملہ کیا تو ان کی حیثیت مدافع کی تھی، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفاع میں مدد کی جو قبیلہ کے ہر ایک فرد کا مشترک فریضہ تھا۔

۶ غلبہ کے باوجود قریش کے ایک سردار عتبہ بن ربیعہ نے صلح کی تجویز پیش کی جس کو طرفین نے منظور کیا اور طے یہ ہوا کہ جس فریق کے آدمی زیادہ مارے گئے ہیں اس کو ان زیادہ مقتولین کی دیت دی جائے، مقتول کے قبیلہ یعنی قیس بن عیلان کے چالیس آدمی زیادہ مارے گئے تھے قریش نے ان کی دیت ادا کی اور عتبہ بن ربیعہ نے اس کی ذمہ داری لی (ابن ہشام و ابن سعد وغیرہ) یہ عتبہ بن ربیعہ وہی ہے جو اس وقت سے تقریباً چالیس سال بعد جنگ بدر میں ابوجہل کے ساتھ مارا گیا، ابوسفیان اس کے داماد ہوتے اور حضرت معاویہ نواسے۔

۷ عہد نبوی میں نظام حکمرانی از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ص۲۲۳

حجاز میں : مکہ، مدینہ، طائف، ینبوع۔
یمن میں : جرش، صنعاء، عدن۔
عمان میں : صحار، دَبا۔
بحرین میں : ہجر۔

نجد میں : یمامہ، فید۔
شمالی عرب میں : دومۃ الجندل، خیبر، فدک، وادی القری۔
صحرا سینا کے مشرقی ساحل پر : ایلہ، مقتار۔

## محل

عالیشان محل بنانے کے متعلق امراء اور رؤساء کے مذاق کا اندازہ کبشہ کے بیان سے ہوتا ہے جو "رفیع العماد" کی تشریح میں پہلے گذر چکا ہے۔

یمن کا وہ عمرانی دور تو اب رہا نہیں تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں تھا یا ان تبابعہ کے دور میں تھا جنھوں نے مارب کا عظیم الشان بند بنوایا تھا اور نہریں نکلوا کر پورے یمن کو چمن زار بنا دیا تھا، مگر اب بھی یمن کے راجاؤں (ملوک) کے بعض محل ایسے تھے کہ شہنشاہِ ایران بھی ان پر رشک کرتا تھا۔

نعمان بن منذر جس کا ذکر پہلے گذرا ہے اس کے دادا نعمان[1] بن امراء القیس کا بنوایا ہوا محل

---

ے بفتح اولہ والقصر، معجم البلدان۔

[1] اسکو نعمان اکبر بھی کہتے ہیں، یہ یک چشم تھا، نوشیرواں کا ہم عصر تھا، بہت شان و شوکت کا امیر تھا، شام پر کئی مرتبہ حملے کر چکا تھا، آخر میں تارک الدنیا ہو گیا اور سلطنت کے بجائے فقیری لباس میں سیاحت شروع کر دی، سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز قصر خورنق کی سب سے اونچی منزل پر پہنچا ہوا تھا وہیں وزراء اور مصاحبین حاضر تھے خوش عیشی اور شادکامی کے تمام اسباب فراہم تھے، یہ سب سے اونچی منزل عجیب و غریب تفریح گاہ تھی، ایک طرف جانب غرب میں نجف کا سرسبز اور شاداب علاقہ تھا جہاں باغوں کی قطاریں اور ان کے بیچ میں نہریں

(باقی اگلے صفحہ پر)

خورنق اور اسی طرح کا دوسرا محل سدیر[۱] ضرب المثل تھے۔

دیوان حماسہ کا مطالعہ کرنے والے "منخل بن حارث یشکری" کو خوب پہچانتے ہیں اور اسکی بدمستی سے بھی واقف ہیں، اسی بدمست شاعر کے قصیدہ کے یہ شعر ہیں :

---

(حاشیہ گذشتہ صفحہ)

بہہ رہی تھیں، مشرق کی جانب دریا فرات تھا جو پیچ وخم کھاتے ہوئے قصر خورنق کے گرد گھوم رہا تھا، اس کی لہریں خورنق کی بنیادوں کو سجدہ کر رہی تھیں، نعمان کی نظر اس عجیب وغریب منظر پر پڑی، اس نے اپنے معتمد علیہ وزیر سے دریافت کیا، کیا اس جیسا منظر تم نے دیکھا ہے؟ "کوئی نہیں دیکھا، بے نظیر منظر ہے، کاش یہ پائیدار ہوتا" وزیر نے جواب دیا۔ نعمان اگرچہ ایک آنکھ کی بصارت سے محروم تھا مگر بصیرت سے محروم نہیں تھا، وزیر کے جواب نے چشم بصیرت میں چمک پیدا کر دی، اس نے وزیر سے دریافت کیا پائیدار کیا ہے؟ وزیر: آخرت کی نعمتیں، نعمان: وہ کیسے حاصل ہوتی ہیں؟ وزیر: اس دنیا کو چھوڑ کر یاد خدا میں مشغول ہو جانے سے۔ وزیر کی اس گفتگو نے نعمان کی دنیا بدل دی، وہ اب خاموش ہو گیا، مگر جب رات ہوئی تو شاہانہ لباس اتارا، ٹاٹ کا کرتہ پہنا، راہبانہ زندگی اختیار کی اور ایسا غائب ہوا کہ پھر پتہ ہی نہیں چلا کہ کہاں گیا، کیا ہوا۔ (معارف ابن قتیبہ ص۲۱۸ و معجم البلدان ص۴۸۴ ج۵)

[۱] سدیر، فارسی لفظ سہ دلہ کا معرب ہے، سہ دل تین دل والا، اس محل کا گنبد اس طرح بنایا گیا تھا کہ اس میں تین ڈل یعنی اوپر تلے تین گنبد تھے، یعنی ایک گنبد پھر کچھ خلا چھوڑ کر اس کے اوپر دوسرا دل (یا گنبد) پھر کچھ خلا چھوڑ کر تیسرا گنبد (معجم البلدان) ظاہر ہے وہ بہترین ایر کنڈیشنڈ ہو جاتا ہوگا، تاج محل کے گنبد کے متعلق تو معلوم نہیں ہو سکا باقی دیواروں کے متعلق معلوم ہے کہ وہ دوہری ہیں، باہر کی دیوار اور ہے اندر کی دیوار اور ہے اور بیچ میں خلا ہے، ڈاکٹر اشرف صاحب مرحوم جو محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر تھے انھوں نے تحقیق کرنی چاہی کہ اس خلا کو کس چیز سے پُر کیا گیا تھا انھوں نے اس خلا میں ایک آدمی کو اتارا تو سطح زمین کے قریب لکڑی کے بُرادے جیسی چیز ملی۔

ولقد شربت من المدا　　مة بالصغیر و بالکبیر

فاذا انتشیت فانتی　　رب الخورنق و السدیر

(۱) بلاشبہ میں چھوٹے جام اور کبھی قدح (بڑے بادیئے) کو منہ سے لگاکر شراب پینے کا عادی ہوں۔

(۲) اور جب میں نشہ میں چور ہو جاتا ہوں تو مجھ میں وہ شاہانہ شان پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا قصر خورنق[ل] اور قصر سدیر کا مالک میں ہی ہوں[۲]۔

منخل کے خلاف اسود بن یعفر دنیا کی بے ثباتی کے سلسلہ میں ان کا ذکر کرتا ہے:

ماذا اؤمل بعد ال محرق　　ترکوا منازلھم و بعد ایاد

---

[ل] اس قصر کے متعلق ایک عجیب لطیفہ مورخین نے بیان کیا ہے کہ اس کو روم (اٹلی) کے ایک انجینیر نے جس کا نام "سنمار" تھا بنایا تھا، یہ کچھ عرصہ کام کرتا پھر غائب ہو جاتا، اس کو تلاش کرایا جاتا تو کئی سال بعد کہیں ملتا تو پھر تعمیر کا باقی سلسلہ شروع ہوتا، اس طرح کئی مرتبہ ایسا ہوا اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ محل نصف صدی میں تیار ہوا، جب تعمیر مکمل ہو چکی اور نعمان نے ملاحظہ بھی کر لیا تو "سنمار" نے اپنی قابلیت اور مہارت پر فخر کرتے ہوئے کہا کہ عظیم الشان قلعہ نما محل میں صنعت یہ رکھی گئی ہے کہ یہ ایک اینٹ پر قائم ہے اگر وہ اینٹ نکال لی جائے تو سارا محل گر جائے۔ نعمان اس عجیب و غریب صفت کو سن کر چونکا، اس نے دریافت کیا کیا اس اینٹ کی خبر تمہارے سوا کسی اور کو بھی ہے؟ سنمار نے کہا میرے سوا کسی کو خبر نہیں۔ نعمان نے جب معلوم کر لیا کہ اس اینٹ کی خبر کسی اور کو نہیں ہے تو سنمار کو محل کی سب سے اونچی منزل سے نیچے پھکوا کر ختم کرا دیا۔ (معجم البلدان ج ۵ ص ۴۸۴)

[۲] حافظ شیرازی صاحب نے منخل سے بھی آگے بڑھنے کا دعویٰ کیا ہے، آپ فرماتے ہیں ؎

چو بے خرد گشت حافظ کے شمارد

بیک جو ملک کیکاؤس و کے را

اھلُ[1] الخورنق والسدیر و بارق          والقصر ذی الشرفات من سنداد

آلِ محرق جنھوں نے اپنے محلات چھوڑ دیئے اور ایاد کی سبا کے بعد میں کیا امید لگاؤں۔

(آل محرق[2] قصر خورنق۔ قصر سدیر اور چشمہ بارق اور ان عالیشان بلند کنگروں والے محلات کے مالک تھے جو سنداد[3] کے نام سے مشہور تھے)

خورنق اور سدیر کے علاوہ اور بھی شاندار محل اور کوہ نما قلعے تھے جن پر اہل قبائل فخر کیا کرتے تھے، مثلاً

(۱) نعمان بن المنذر کے فریق مقابل کا مشہور شاعر المتلمس اپنے قلعہ پر فخر کرتا ہے:

الم تر ان الجون اصبح راسیا          تطیف بھا الایام ما یتایس

عصی تبعا ایام اھلکت القرے          یطان علیہ بالصفیح ویکلس

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ قلعہ "جون" اپنی جگہ جما کھڑا ہے، کتنے ہی حوادث اس کے چکر کاٹتے رہتے ہیں مگر وہ کسی حادثہ کے سامنے نرم نہیں پڑتا، اس نے یمن کے مشہور فاتح تبع کی اطاعت قبول نہیں کی، اس کے حکم کو ٹھکرا دیا (جب کہ تبع نے بہت سی آبادیوں کو برباد کر ڈالا تھا۔)

اس پر پتھر کی چوڑی چوڑی سلیں پلستر کی طرح لگائی جاتی ہیں اور چونے سے جوڑی جاتی ہیں۔

خود مکہ معظمہ میں جہاں کی عورتوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہمارے قدم زمین پر نہیں رکھے جاتے ہم قالینوں پر چلا کرتے ہیں، اس کہنے[4] والی کے باپ نے ایک شیش محل بنایا تھا جسکو "دار القواریر" کہا جاتا تھا۔

[1] معجم البلدان جلد ۵ اور معارف میں اہل کے بجائے لفظ ارض ہے جو بظاہر غلط ہے۔

[2] محرق، آگ لگا دینے والا۔ نعمان بن منذر کے پیش رو ملوک میں سے حارث بن عمر بن عدی بھی تھا اسی کو محرق کہا کرتے تھے کہ اس نے مخالف آبادیوں کو آگ لگا دی تھی۔

(معارف بن قتیبہ)

[3] السنداد منازل لایاد نزلتہا لما فارقت۔۔۔ (معجم البلدان ص ۱۴۹ ج ۵)

[4] (یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

## آرائش منزل

خورنق کی فلک بوس بلندی اور سدیر کے سہ دلہ گنبد آپ نے باہر سے دیکھے اب اندر تشریف لائیے، سب سے پہلے فرش پر نظر ڈالئے، چودہ صدی پہلا فرش آپ اپنی نظر سے نہیں دیکھ سکتے تو بیگمات قریش کے بیان کا اعتبار کیجئے رؤسا مکہ کی بیگمات کا ایک ترانہ بہت مشہور ہے جو وہ نوجوانوں میں جوش پیدا کرنے کے لئے احد کے میدان جنگ میں گا رہی تھیں، پورے ترانے کی ضرورت نہیں اس کا پہلا شعر ملاحظہ فرمالیجئے:

نحن نبات الطارق نمشی علی النمارق

(ترجمہ) ہم آسمان کے تارے کی بیٹیاں ہیں۔ ہم قالینوں پر چلا کرتی ہیں۔

پہلا مصرع خاندانی فخر وغرور کی غمازی کر رہا ہے جو اپنے آپکو چندر بنسی یا سورج بنسی کہا کرتے ہیں ان کا تصور بھی یہی ہوتا تھا۔ دوسرا مصرع تمدن کی نشاندہی کر رہا ہے یعنی ان کے پاؤں زمین پر نہیں رکھے جاتے، ان کے محلوں میں قالین کے فرش ہیں جن پر وہ چلا کرتی ہیں۔ زمین پر قالین کا فرش، فرش پر گدے اور تکیے جنکو وسادہ کہا جاتا تھا، یہ گدے مخمل کے بھی ہوتے تھے جن کو زرابی اور نمارق کہا جاتا تھا۔

---

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ے جب یہ شعر پڑھ رہی تھیں اس وقت ان کا عقیدہ اور مذہب کچھ بھی ہو مگر اب تو ہم ان کا نام ادب سے لیتے ہیں کیونکہ انھوں نے اسلام لانے کے بعد عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ پہلے میرے نزدیک آپ اور آپ کے اہل خانہ اور آپ کے دولتکدہ سے زیادہ قابل نفرت اور مبغوض چیز کوئی نہیں تھی اور اب ان سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے، یہ حضرۃ ہندہ ہیں حضرت ابوسفیان کی اہلیہ محترمہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ، حضرت ہندہ کے والد عتبہ بن ربیعہ تھے جو غزوہ بدر میں سب سے پہلے مارے گئے، یہ شیش محل انہیں عتبہ بن ربیعہ نے بنایا تھا۔

(فتوح البلدان بلاذری مطبوعہ مصر ص ۶۳، ۶۴)

# نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ

يَوْمًا تَقَشَّعَ ظُلْمَةٌ ظَلْمَاءُ ۔۔۔ وَتَأَلَّقَ الْاَنْوَارُ وَالْاَضْوَاءُ

ایک دن سخت تاریکی پاش پاش ہوگئی ۔۔۔ اور نور در نور اور روشنیاں جگمگا اٹھیں

مِثْلَ الضُّحٰی لِلْفَجْرِ مِنْهُ ضِيَاءُ ۔۔۔ فَتَلَأْلَأَ الْاٰفَاقُ وَالْاَرْجَاءُ

دوپہر کی طرح اس دن کی فجر کی روشنی تھی ۔۔۔ جس سے کل عالم کے اور سب گھروں کے کنارے چمک اٹھے

لَمَعَاتُ اَنْوَارٍ زَهَتْ وَتَسَاطَعَتْ ۔۔۔ فَقَدِ ارْتَدَى الْاَضْوَاءَ فِيْهِ فَضَاءُ

نور کی کرنیں چمک دمک اٹھیں اور بلند ہوگئیں ۔۔۔ جس سے فضائے عالم نے روشنیوں کی چادر اوڑھ لی

اَلْجَوُّ مُلْتَمِعٌ ذُرَاهُ اِلَى الذُّرٰى ۔۔۔ حُلَلُ الضِّيَا اَرْضٌ لَهُ وَسَمَاءُ

زمین و آسمان کا درمیان گھروں کے صحنوں سے پہاڑوں کی چوٹیوں تک چمک رہا تھا زمین و آسمان اس کیلیے روشنی کے حلّے بن رہے تھے

فَقُصُوْرُ قَيْصَرَ ثُمَّ كِسْرٰى قَدْ بَدَتْ ۔۔۔ وَبِمَكَّةَ الْعُلْيَا لَهَا اسْتِجْلَاءُ

جس سے قیصر و کسریٰ کے محل ظاہر ہونے لگے ۔۔۔ اور مکہ شریف میں ان کا جلوہ حاصل ہونے لگا

رَفَعَ الرُّؤُوْسَ عَلَى النُّجُوْمِ تَبَخْتُرًا ۔۔۔ وَتَفَاخُرًا بِالْاِلْتِمَاعِ هَبَاءُ

غبار کے ذروں نے اکڑ اور چمک دمک کے ۔۔۔ فخر میں ستاروں پر سربلندی کرلی

وَالْاَرْضُ فِيْهِ تَزَخْرَفَتْ وَتَرَفَّعَتْ ۔۔۔ فَكَاَنَّهَا فَوْقَ السَّمَاءِ سَمَاءُ

اور زمین اس دن ایسی مزین اور بلند ہوگئی ۔۔۔ کہ گویا وہ آسمان کے اوپر ایک آسمان ہے

لَمْ يَبْقَ فِي السَّبْعِ الْأَرَاضِي ذَرَّةٌ — إِلَّا عَلَيْهَا رَوْنَقٌ وَبَهَاءٌ

ساتوں زمینوں میں کوئی ذرہ باقی نہ رہا — مگر اس پر رونق اور آب و تاب تھی

قَدْ شَعَّ مِنْ وَجْهِ الزَّمَانِ أَشِعَّةٌ — فَكَأَنَّهُ حِيْنَ الذَّكَاءِ ذُكَاءُ

زمانہ کے چہرہ سے شعاعیں پھوٹنے لگیں — گویا زمانہ کا چہرہ چمک کے وقت آفتاب تھا

قَمَرٌ مُنِيْرٌ سَاطِعٌ أَنْوَارُهُ — لٰكِنْ عَلَا إِشْرَاقَهُ اسْتِحْيَاءُ

روشن چاند کے نور بلند ہو رہے تھے — لیکن اس کی روشنی پر حیا غالب تھی

اَلشَّمْسُ طَالِعَةٌ وَإِنَّ شُعَاعَهَا — خَجِلٌ حَسِيْرٌ لَيْسَ فِيْهِ صَفَاءُ

سورج طلوع کر رہا تھا اور اس کی شعاعیں — شرمندہ تھکی ماندی تھیں کہ ان میں صفائی نہ تھی

يَوْمًا تَوَلَّدَ فِيْهِ مَنْ هُوَ مِثْلُهُ — عَقِمَتْ بِهِ الْخَضْرَاءُ وَالْغَبْرَاءُ

وہ دن کہ جس میں وہ ذات پیدا ہوئی جس کے مثل — سے آسمان اور زمین بانجھ ہو گئے

يَوْمًا أَتَى فِيْهِ النَّبِيُّ الْمُصْطَفٰى — لِعُلَاهُ نَفْسِي وَالْجُدُوْدُ فِدَاءُ

وہ دن جس میں نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے — جنکے علو شان پر میری جان اور باپ دادا فدا ہیں

خَيْرُ الْبَرَايَا كُلِّهِمْ وَجَمِيْعِهِمْ — اَلْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ فِيْهِ سَوَاءُ

مخلوقات سے افضل ترین سب سے اور مجموعہ سے — عرش و کرسی بھی اس باب میں برابر ہیں کہ ان سے بھی افضل

فِي الْكَائِنَاتِ أَعَزُّ بَعْدَ إِلٰهِهِمْ — وَوُجُوْدُهُ لِوُجُوْدِهِنَّ جِلَاءُ

سب مخلوقات میں سب سے عزت والے سب کے معبود — کے بعد اور ان کا وجود مخلوقات کے وجود کیلئے روشنی و بلندی ہے

قَصْرُ النُّبُوَّةِ لَمْ يَكُنْ مُتَكَامِلًا — فَبِهِ إِذَا مَا جَاءَ تَمَّ بِنَاءُ

نبوت کا محل اب تک کامل نہیں ہوا تھا — تو آپ سے جبکہ تشریف لائے یہ تعمیر مکمل ہو گئی

خُتِمَ النَّبِيُّوْنَ الْكِرَامُ بِبَعْثِهِ — فَبِشَرْعِهِ لِشَرَائِعٍ اِنْهَاءُ

آپ کے مبعوث ہونے سے انبیاء کرام ختم کر دیئے گئے — اس لیے آپکی شریعت سے سب شریعتیں ختم کو پہنچ گئیں

خُتِمَ الْوَحْيُ بِوَحْيِهِ بَلْ غُلِّقَتْ — أَبْوَابُهَا فَسِوَاهُ الْآنَ هُرَاءُ

تمام وحییں آپکی وحی سے ختم کر دی گئیں بلکہ ان کے دروازے — بند کر دیئے گئے ہیں تو اب آپکی وحی کے سوا جو ہو بیہودہ بکواس ہے

أُمَمُ الْهُدىٰ خُتِمَتْ بِأُمَّتِهِ لِمَا ... هِيَ خَيْرُهَا وَأَخِيْرُهَا الْعَلْيَاءُ

ہدایت والی امتیں آپ کی امت سے ختم کردی گئیں کیونکہ ... آپکی ہی امت سب سے خیر اور سب سے اخیر اور بلند مرتبہ ہے

قَدْ كَانَ مِيْثَاقُ النَّبِيِّيْنَ اسْتَوىٰ ... اِنْ جَاءَهُمْ فَهُمُ لَهُ النُّصَرَاءُ

تمام نبیوں سے عہد پختہ ہوچکا تھا ... اگر آپ انکے پاس آئیں تو وہ آپ کے مددگار ہوں گے

وَعَلَيْهِمُ الْاِيْمَانُ وَالتَّصْدِيْقُ وَالْاِ ... سْعَادُ وَالْاِعْدَادُ وَالْاِعْلَاءُ

ان پر فرض ہوگا ان پر ایمان لانا تصدیق کرنا اعانت کرنا ... کرانا اور سب پر بلند کرنا

أَشْيَاعُهُمْ تَبَعٌ لَهُمْ وَهُمُ لَهُ ... أُمَمٌ وَاِنْ لَمْ يَاْتِ مِنْهُ لِقَاءُ

انکے امتی انکے ساتھ ہی تھے اور سب کے سب آپکی ہی امتیں ... ہونگی اگرچہ آپ سے ملاقات نہ ہوپائے

فِيْ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ اَمَّ جَمِيْعَهُمْ ... حِيْنَ الصَّلٰوةِ وَلِلْاِمَامِ عَلَاءُ

آپ نے شب معراج سب نبیوں کی امامت کی ہے ... نماز کے وقت پر اور امام کے لیے تو بلند مرتبہ ہی ہے

لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرُهُمْ فَكَاَنَّهُمْ ... اُمَمٌ لَهُ حَفَّتْهُمُ الْاٰلَاءُ

آپ سب جہانوں کیلیے ڈرانے والے نبی ہیں تو گویا سب جہاں ... آپ ہی کی امتیں ہیں جن کو خاص نعمتوں نے گھیر لیا ہے

فَمَلَائِكٌ جِنٌّ وَاِنْسٌ جَوْهَرٌ ... عَرَضٌ نَبَاتٌ هٰذَا الْاَحْيَاءُ

لہذا فرشتے جنات سب انسان، جوہر ... عرض نباتات اور یہ جاندار

وَجَمِيْعُ مَنْ فِي الْعَالَمِ الْاَعْلٰى وَمَنْ ... فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لِذَاكَ فِدَاءُ

اور وہ تمام حضرات جو عالم بالا میں ہیں اور جو ... اس دنیا میں بھی سب کے سب آپ پر فدا ہیں

فَالْمُؤْمِنُوْنَ جَمِيْعُهُمْ مِنْ اَوَّلِ ... حَتّٰى الْقِيَامَةِ حِزْبُهُ الصُّلَحَاءُ

اسلئے سب مسلمان اول سے لے کر قیامت تک کے ... آپ ہی کا نیک گروہ ہیں۔

اَلْاَنْبِيَاءُ لِقَوْمِهِمْ وَلِمُلْكِهِمْ ... وَنَبِيُّنَا قَدْ عَمَّ مِنْهُ عَطَاءُ

سب انبیاء اپنی ہی قوم اور اپنے ہی ملک کیلیے ہوتے ہیں ... اور ہمارے نبی کریم کی عطا سب کو عام ہے

وَالْمُعْجِزَاتُ لَهُمْ اِلٰى اَعْصَارِهِمْ ... لِلْمُعْجِزِ الْقُرْاٰنِ جَاءَ بَقَاءُ

اور ان سب کے معجزے تو انہی کے زمانوں تک ہوتے ہیں ... معجزہ قرآن مجید کے لیے ہمیشہ رہنا ہے

اَلْمُعْجِزَاتُ دَلَائِلٌ لِنُبُوَّةٍ — فَدَوَامُهَا لِعُمُوْمِهَا اِبْقَاءٌ

معجزے تو نبوت کی دلیلیں ہوتی ہیں — اسلیے معجزہ کا دائمی ہونا نبوت کے عام ہونیکو باقی رکھنا ہے

وَالُوْفُ مُعْجِزَةٍ بَدَتْ وَكَثِيْرَةٌ — قَدْ دُوِّنَتْ اِذْ مَا لَهَا الْاِحْصَاءُ

اور حضور کے ہزاروں معجزے ظاہر ہوئے ہیں اور بہت سے — مُدوّن کرلیے گئے کیونکہ کل کا احاطہ نہیں ہوسکتا تھا

اَلذَّاتُ مُعْجِزَةٌ فَرُوْحٌ مُفْخَرٌ — بِقُوًى وَحُسْنٍ فَاقَتِ الْاَعْضَاءُ

ذات مبارک خود معجزہ ہے کہ روح مبارک تو فخر میں فضیلت دی — ہوئی ہے۔ حسن اور قوتوں میں اعضا سب سے فوقیت لے گئے ہیں

وَلِكُلِّ وَصْفٍ ظَاهِرٍ اَوْ بَاطِنٍ — لِلْعَالَمِ الْاِعْجَازُ وَالْاِعْيَاءُ

اور ہر ظاہری و باطنی صفت کے لیے — تمام عالم کو عاجز اور درماندہ کردیتا ہے

اِذْ قَالَ رَبِّيْ قَدْ رَفَعْنَا ذِكْرَهُ — فَشَهَادَتَانِ الْمِلَّةُ الْبَيْضَاءُ

جبکہ میرے رب نے فرمایا "بیشک ہم نے ان کا ذکر بلند کردیا" — تو توحید و رسالت کی دونوں شہادتیں ہی اسلام ہیں

نَادَاهُ بِاللَّقَبِ الْمُبَارَكِ رَبُّهُ — وَلِكُلِّهِمْ بِالْاِسْمِ مِنْهُ نِدَاءُ

انکو تو انکے رب نے مبارک لقب سے پکارا ہے (نبی رسول کہہ کر) — اور انکی طرف سے سب نبیوں کو نام لے کر پکارا ہوا ہے۔

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيْ" بَلْ "فَتَرْضٰى" شَانُهُ — يَا حَبَّذَا الرِّضْوَانُ وَالْاِرْضَاءُ

اور عنقریب عطا فرمائینگے "بلکہ پھر آپ راضی ہوجائینگے" آپکی شان ہے — کسقدر عمدہ ہے اللہ تعالیٰ کا ان سے راضی ہونا اور ان کو راضی کرنا

قَدْ كَانَ مِيْثَاقٌ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" — "فَبَلٰى" لَهُ الْاُوْلٰى فَطَابَ بَلَاءُ

ہاں ہاں ایک عہد بھی ہوا تھا کہ "کیا میں تم سب کا رب نہیں ہوں" — تو سب سے پہلا جواب "ضرور ہیں" آپکا تھا کیا اچھا امتحان رہا تھا۔

مِنْ اٰدَمٍ وَلِوُلْدِ اٰدَمَ سَيِّدٌ — مِسْكُ الْغَزَالِ وَحَوْلَهُ الْاَعْضَاءُ

آپ اولاد آدم ہی ہیں اور سب اولاد آدم کے سردار ہیں — جیسے ہرن کا مشک ہے کہ اسکے چاروں طرف اسکے اعضاء ہیں

اِرْسَالُهُ لِلْكَافَّةِ اُنَاسِنَا — اَلْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ سَوَاءُ

آپ کا رسول بننا سب کے سب ہم انسانوں کیلیے ہے — پچھلے لوگ اور اگلے لوگ اس میں برابر ہیں

كَانَ الرَّسُوْلُ نَبِيُّنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ — عُجِنَتْ لِاٰدَمَ تُرْبَةٌ وَالْمَاءُ

ہمارے نبی تو رسول ہوچکے تھے اس سے پہلے کہ آدم کیلیے — مٹی اور پانی گوندھا جائے

پند و موعظت

# تعلیم الرّفق فی طلب الرّزق

حضرۃ مولانا محمد موسٰی روحانی بازی استاذ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

شیخ ابو یعقوب بصری فرماتے ہیں، حرم شریف میں ایک بار دس روز تک میں بھوکا رہا، کھانے کو کچھ نہیں مِلا۔ دل میں خیال پیدا ہُوا کہ چلو باہر میدان اور وادی میں شاید کھانے کو کچھ مِل جائے میں نکلا تو ایک ردّی بدبُودار شلغم مِلا، مَیں نے اُسے اُٹھایا مگر پھر دل میں نفرت پیدا ہوئی گویا کسی نے کہا کہ دس دن تک بھوکے رہے آخر کار تیری قسمت میں ایسی ردّی چیز آئی، مَیں نے اسے پھینک دیا اور واپس آ کر مسجد حرم میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک شخص میرے سامنے بیٹھا اور ایک تھیلا سامنے رکھا اور کہا یہ ہمیانی ہے جس میں پانچ سو دینار ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کا ہُوا۔ مَیں نے کہا کہ میری تخصیص کیوں کی؟ کہا ہم دس دن سے سمندر میں تھے، کشتی غرق ہونے کو تھی، ہر ایک نے نذر مانی، مَیں نے یہ نذر مانی کہ اگر سلامتی نصیب ہوئی تو مجاورین کعبہ میں سے جس پر سب سے پہلے نظر پڑے گی اُسے پانچ سو دینار دوں گا۔ آپ سب سے پہلے مِلے ۔ مَیں نے کہا کھولیے۔ اس نے کھولا تو اس میں مصری میدہ کی روٹی، مغز بادام اور شکر تھی، مَیں نے ایک مُٹھی اِس سے اور ایک اُس سے اٹھائی اور کہا۔ باقی میری طرف سے بطورِ ہدیہ اپنے بچّوں کے لیے لے جا، مَیں نے قبول کر لیا (معلوم ہوتا ہے کہ پانچ سو دینار کے ساتھ وہ کھانے کی چیزیں بھی لے کر آیا تھا)، پھر مَیں نے اپنے نفس سے کہا، تیرا رزق دس دن سے تیری طرف چلا آ رہا تھا اور تُو اسے باہر میدان و بیابان میں تلاش کرتا رہا۔ ہمارے بزرگوں کا حال یہ تھا۔ آج مسلمان برائے نام مسلمان رہ گئے۔ ذرا بھوک یا افلاس سے دوچار ہوئے تو ہر قسم حرام کے ارتکاب کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

مشہور بزرگ ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں، مَیں ایک بار جنگل میں گیا وہاں پر مجھے ایک عیسائی مِلا جو

وسط کمر میں زُنّار (وہ دھاگا جو برہمن وغیرہ کافر پہنتے ہیں) باندھے ہوئے تھا۔ اُس نے کہا اکٹھے سفر کریں گے۔ ہم سات دن چلے اور کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ عیسائی راہب نے کہا، اے مسلمان جو بزرگی رکھتے ہو وہ آج لا کر دکھائیے کیونکہ ہم بھوکے ہیں۔ میں نے دُعا کی، اے اللہ! مجھے اس کافر کے سامنے رُسوا نہ کر۔ پھر میں نے ایک بڑی رکابی کو یکلخت غیب سے نمودار ہوتے دیکھا جس میں روٹی گوشت کھجوریں تھیں، ساتھ پانی کا لوٹا بھی تھا۔ ہم نے کھایا اور پیا پھر سات دن چلے کچھ نہ کھایا۔ میں نے سبقت کرتے ہوئے راہب سے کہا۔ اے راہب! دکھائیے اپنی کرامت کیونکہ اب آپ کی باری آگئی۔ اچانک دو بڑی رکابیاں نمودار ہوئیں، جن میں میری رکابی کی بنسبت کئی گنا زیادہ چیزیں تھیں، مجھے حیرت ہوئی اور غیرت بھی آئی، کھانے سے میں نے انکار کر دیا۔ اس نے اصرار کیا مگر میں انکار کرتا رہا۔ اس نے کہا کھائیے! میں آپ کو دو خوشخبریاں سُناتا ہوں، ایک یہ کہ میں مسلمان ہو کر کلمۂ شہادت پڑھتا ہوں پھر اس نے زُنّار کو کھول کر پھینک دیا، دوسرا یہ کہ میں نے آپ ہی کے وسیلہ سے یوں دُعا کی تھی کہ اے اللہ، اگر اس مسلمان کی تیرے نزدیک قدر ہو تو مجھے بھی ایسی کرامت سے نوازیئے۔ ہم نے کھایا پیا اور حج بیت اللہ کیا، ایک سال اکٹھے رہے پھر وہ مر گیا بطحا میں میں نے اس کو دفنا دیا۔

اسی حضرت ابراہیم خواصؒ کا قول ہے۔ فرماتے ہیں، امراضِ قلب کا علاج پانچ امور سے ہوتا ہے (۱) قرآن کی تلاوت جو غور و تدبّر سے ہو (۲) تہجد کی نماز (۳) خالی پیٹ رہنا یعنی بسیار خوری سے بچنا (۴) بوقتِ سحر خدا کے سامنے عاجزی کرنا (۵) اور بزرگوں کی صحبت۔

دوستو! ہمارا فرض ہے کہ ہم ساری زندگی خدا کی رضا میں گزاریں، زندگی خدا کی رضا اور آخرت کے حصول کے لیے دی گئی ہے مگر افسوس کہ ہم اپنی زندگی دنیاوی امور میں صرف کر رہے ہیں۔

خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؔ فرماتے ہیں:

تُو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا — گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصرِ عالی شان بھی بنوایا تو کیا — دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
قیصر و اسکندر و جم چل بسے — زال اور سہراب و رستم چل بسے
کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے — سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
فیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اپنا مقدر تو ضرور پہنچ کر رہے گا، حرام کے ارتکاب سے بچنا چاہیئے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایھا النّاس ان احدکم لن یموت حتی یستکمل رزقہ فلا تستبطئوا الرزق واتقوا اللہ واجملوا فی الطلب خذوا ما احلّ اللہ وذروا ما حرّم اللہ۔ یعنی حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اے لوگو! کسی کی موت اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک وہ اپنا رزق پورا نہ کھالے۔ اسی وجہ سے رزق کی تاخیر سے دل تنگ نہ ہونا، خدا سے ڈرو، جائز طریقوں سے طلب کرو، جو حلال ہو اسے لے لو اور جو حرام ہو اُسے چھوڑ دو۔ وقال صلّی اللہ علیہ وسلّم لکلّ امۃ فتنۃ وفتنۃ امتی المال۔ یعنی ہر اُمت میں ایک فتنہ ہوتا ہے، میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔ وقال علیہ السلام انّ اللہ یقول ابن آدم تفرّغ لعبادتی املأ صدرك غنی واسدّ فقرك وان لم تفعل ملأت یدك شغلا ولم اسدّ فقرك۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ کا ارشاد ہے، اے ابنِ آدم! میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا، غربت دور کردوں گا، اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو تیرے ہاتھوں کو دنیاوی دھندوں میں مصروف کرکے تیرے افلاس کو دور نہیں کروں گا۔

جو بندہ عبادت کو مقصودِ زندگی بنا لیتا ہے اُسے غیب سے رزق ملتا رہتا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک رات گشت کرتے کرتے تھک گئے۔ پست دیوار سے تکیہ لگایا۔ آپ نے سنا کہ اندر ایک عورت اپنی بیٹی کو کہتی ہے دودھ کے ساتھ پانی ملا دینا، بیٹی نے کہا، اے اماں! حضرت امیر المومنین کا حکم آج آپ نے نہیں سُنا، ماں نے کہا کیا حکم۔ کہا، حضرت عمرؓ کے منادی نے یہ منادی کی کہ دودھ کے ساتھ پانی ملا کر نہ بیچو۔ ماں نے کہا، ملا دینا، اس وقت تجھے نہ عمرؓ دیکھتا ہے اور نہ اس کا منادی۔ لڑکی نے کہا

اے ماں! میں ایسی نہیں ہوں کہ جلوت میں اس کی اطاعت کروں اور خلوت میں اس کی مخالفت۔

امام یافعیؒ اس حکایت کے بعد لکھتے ہیں، یہ لڑکی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند آئی، اور اپنی اولاد میں سے ایک لڑکے سے اس کا عقد باندھا، اسی کی نسل سے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ پیدا ہوئے جو بڑے عادل خلیفہ تھے۔

حکایت ہے کہ ایک امیر دولتمند آدمی مشہور صوفی زاہد حاتم اصمؒ کے گھر پر گزرا۔ اس امیر نے پینے کے لیے پانی مانگا، انھوں نے دیا، پانی پینے کے بعد اس امیر نے کچھ مال اس کے گھر والوں کو دیا، امیر کو دیکھ کر اس کے رفقاء نے بھی حسب وسعت عطایا دیئے۔ گھر والے بڑے خوش ہوئے، صرف ایک بچی جو حاتم اصمؒ کی بیٹی تھی وہ رونے لگی، رونے کی وجہ پوچھی گئی۔ فقالت مخلوق نظر الینا نظرۃ فاستغنینا فکیف لو نظر الینا الخالق سبحانہ۔

یعنی اس نے کہا، مخلوق کی ایک ادنیٰ نگاہِ شفقت سے ہم غنی ہوئے تو خالقِ جہاں کی نگاہ کا کتنا بڑا اثر ہوگا۔ خواجہ عزیز الحسنؒ مجذوب فرماتے ہیں:

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی ۔۔۔ جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی ۔۔۔ یہ طرزِ معیشت اب اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
جب اس بزم سے اُٹھ گئے دوست اکثر ۔۔۔ اور اُٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر
یہ ہر وقت پیشِ نظر جب ہے منظر ۔۔۔ یہاں پھر ترا دل بہلتا ہے کیوں کر
یہ دنیائے فانی ہے مرغوب تجھ کو ۔۔۔ ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو ۔۔۔ سمجھ لینا اب چاہیئے خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

ایک عربی شاعر کہتا ہے:

اذا ما خلوت الدھر یوما فلا تقل ۔۔۔ خلوت ولکن قل علیّ رقیب
فلا تحسبن اللہ یغفل ساعۃ ۔۔۔ ولا انّ ما تخفیہ عنہ یغیب

(ترجمہ) بوقت خلوت یہ نہ سمجھنا کہ تو خلوت میں ہے بلکہ یقین رکھ کہ تجھ پر ایک نگران ہے۔

یہ خیال نہ کر کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت غافل ہوتا ہے اور نہ یہ خیال کر کہ تیری مخفی باتیں خدا پر مخفی ہو سکتی ہیں۔

شیخ ابو الربیع مالقی فرماتے ہیں، میں جنگلوں میں ذکر اللہ کرتے زندگی گزارتا تھا، اللہ تعالیٰ نے میری رفاقت کے لیے ایک پرندہ مقرر کر دیا وہ رات کو میرے پاس ٹھہرتا اور مجھ سے باتیں کرتا تھا، رات کو یہ الفاظ ذکر کرتا تھا۔ یا قدوس یا قدوس۔ جب صبح ہو جاتی تو پروں کو آپس میں مارتے ہوئے کہتا سبحان الرزاق۔ دیکھیے پرندوں کو بھی یقین ہے کہ ہمارا رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ پرندوں کے اس قسم کے واقعات دکھا کر اللہ تعالیٰ اپنی رازقیت کاملہ کی تعلیم دیتا ہے۔

ایک شخص طلب رزق کے لیے نکلا، فصلوں کی کٹائی کا زمانہ تھا۔ راستہ میں بارش آئی۔ ایک غار میں گھسا۔ اس غار میں اس نے ایک اندھا عقاب (یہ باز کی طرح پرندوں کا شکار کرتا ہے) پرندہ دیکھا۔ عقاب پرندہ سید الطیور کہلاتا ہے۔ وہ شخص اس بات میں متفکر ہوا کہ یہ عقاب کہاں سے کھاتا ہوگا۔ وہ یہی سوچ میں تھا کہ اچانک ایک کبوتر بارش سے بچنے کے لیے غار میں گھس کر عقاب پر جا بیٹھا، عقاب نے اسے دبوچ کر کھا لیا۔ وہ شخص اسی جگہ سے واپس ہو کر متوکل علی اللہ بنا۔

قوم کرد کا ایک شخص کہتا ہے، میں پہلے ڈاکو تھا۔ کہتا ہے کہ میں ایک بار اپنے رفقاء کے ساتھ راستہ پر بیٹھا تھا تاکہ ہم کسی قافلے کو لوٹیں، وہاں پر کھجور کے تین درخت تھے، ایک میں پھل نہ تھا، وہ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جس درخت میں پھل تھا اس سے ایک چڑیا ایک ایک دانہ اٹھا کر اس درخت میں لے جاتی ہے جس میں پھل نہیں تاآنکہ دس مرتبہ اس چڑیا نے ایسا کیا، میں پھل سے خالی درخت پر چڑھا تو دیکھا کہ اس میں ایک اندھا سانپ ہے اور یہ چڑیا اس کے منہ میں خرما کے دانے رکھتی جاتی ہے اور اسے کھلاتی جاتی ہے، میں رونے لگا اور کہنے لگا، اے میرے آقا، یہ سانپ ہے، آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے لیکن جب آپ نے اسے اندھا کر دیا تو ایک چڑیا کو اس کے رزق کی کفایت کے لیے مقرر کر دیا۔

اور میں تیرا بندہ ہوں، تیری خدائی کا معترف ہوں مجھے آپ نے قطع طریق (راستوں پر بیٹھ کر مسافروں کو لوٹنا) کے لیے مقرر فرمایا ہے، میرے دل میں یہ القاء ہوا، اے بندے! توبہ کا دروازہ کھلا ہے، کہتا ہے میں نے تلوار توڑ دی، مٹی سر پہ ڈال دی اور چیخنے لگا کہ اللہ! معاف فرما، معاف فرما۔ ایک غیبی

فرشتہ ہاتف نے خدا کی طرف سے آواز دی، ہم نے معاف کر دیا۔ وہ کہتا ہے، ابن زفقار کے پاس آیا ان کو قصہ سنایا اور کہا: کُنْتُ مَهْجُوْرًا وَقَدْ صُوْلِحْتُ، یعنی میں مہجور تھا اب میں نے خدا کے ساتھ مصالحت کر لی۔ انھوں نے کہا ہم بھی مصالحت کرتے ہیں، ہم نے زائد کپڑے پھینک دیئے اسلحہ بھی چھوڑ دیا اور احرام حج باندھ کر مکہ روانہ ہوئے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں، میں اور میرا ساتھی بعض جبال میں عبادت کے لیے رہتے تھے، میرا ساتھی گھاس اور سبزیوں کو کھاتا تھا اور میرے پاس ہر روز ایک ہرنی آتی اور میرے قریب کھڑی ہو کر پاؤں کھول دیتی، میں حسب ضرورت اس کے تھن سے دودھ پی لیتا۔ اسی حالت میں ہم ایک مدت رہے ہیں۔ میرا ساتھی مجھ سے دور رہا کرتا تھا۔ ایک روز میرے پاس آئے اور کہا ہمارے قریب کچھ خانہ بدوش آئے ہیں، آیئے ہم دونوں ان کے پاس چلیں تاکہ کچھ دودھ یا کوئی اور چیز خوراک کی مل جائے۔ میں نے انکار کیا وہ اصرار کرتا رہا، آخر ہم دونوں ان کے پاس گئے انھوں نے ہمیں کھانا کھلایا، ہم واپس اپنے اپنے مکان میں آئے، میں حسب عادت وقتِ معیّن میں ہرنی کے انتظار میں تھا مگر وہ اپنے مقررہ وقت پر نہ آئی۔ پھر اس کے بعد بھی نہ آئی۔ اسی طرح اُس کا آنا بند ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ان کے پاس دُودھ مانگنے کے لیے جانے کی سزا ہے۔

حَقِیْقَۃُ الْعَبْدِ عِنْدِیْ فِیْ تَوَکُّلِہٖ    سُکُوْنُ اِحْسَاسِہٖ عَنْ کُلِّ مَطْلُوْبٖ
وَاَنْ تَرَاہُ لِکُلِّ الْخَلْقِ مُطَّرِحًا    یَصُوْنُ اَسْرَارَہٗ عَنْ کُلِّ مَحْبُوْبٖ

یعنی بندے کا جوہر و کمال میرے نزدیک اس کے توکل میں ہے۔ وہ دنیاوی ہر مطلب کے جذبہ سے بے فکر ہو اور یہ کہ تمام مخلوق کو پسِ پشت ڈال دے۔ اپنے خیالات کو دنیاوی ہر مرغوب سے پاک رکھے۔

ذوالنون مصری فرماتے ہیں۔ ہمارے پاس مسجد میں خراسان کا ایک جوان رہا کرتا تھا۔ سات دن گزرے مگر اس نے کچھ نہ کھایا، میں کچھ پیش کرتا تو انکار کرتا۔ ایک روز ایک انسان سوال کرنے آیا، خراسانی نے کہا اگر خلق کی بجائے خالق سے مانگتے تو وہ آپ کو غنی کر دیتا اور کام ہو جاتا۔ اس انسان نے کہا میرا اتنا بلند مقام نہیں ہے خراسانی نے کہا کیا چاہتے ہو، اس نے کہا اتنا جس سے میری مفلسی دور ہو اور اتنا کپڑا جس سے ستر پوشی ہو۔ خراسانی محراب کی طرف اُٹھا، دو رکعت نماز پڑھی، پھر وہ نئے کپڑے اور ایک رکابی کہ جس میں پھل تھا لے آیا اور سائل کو دیا۔

ذوالنونؒ فرماتے ہیں، میں نے اس خراسانی سے کہا۔ خدا کے ہاں آپ کا یہ مقام عظیم ہے اور تو سات دن سے بھوکا ہے۔ وہ دو زانوں بیٹھے اور کہا اے ابوالفیض (حضرت ذوالنون کی کنیت ہے) زبانیں کس طرح سوال کیلیے حرکت کر سکتی ہیں جب کہ قلوب خدا کی رضا کے انوار سے پُر ہیں۔

میں نے کہا، کیا جو لوگ خدا سے راضی ہوں پھر وہ خدا سے کچھ سوال نہیں کرتے؟ تو کہا، یعنی (وہ خاص طریقے سے سوال کرتے ہیں) بعض ناز کے طور پر سوال کرتے ہیں اور بعض عنایت اور مہربانی کا سوال کرتے ہیں اور بعض دیگر لوگوں پر شفقت کے لیے سوال کرتے ہیں۔

ذوالنونؒ فرماتے ہیں پھر نماز کی اقامت ہوئی اس نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی پھر اپنا لوٹا اٹھایا اور مسجد سے نکلا گویا کہ طہارت کا ارادہ ہے مگر وہ واپس نہ آیا اور آج تک میں نے اس کو پھر نہیں دیکھا۔

بعض بزرگوں سے منقول ہے، کہتے ہیں کہ ہم ساحل سمندر پر ابراہیم بن ادہمؒ کے ساتھ جا رہے تھے۔ ایک جنگل میں پہنچے جہاں کافی خشک لکڑیاں تھیں۔ ہم نے ابراہیم سے کہا۔ آج رات یہیں ٹھہریں گے، سردی ہے، یہ لکڑیاں جلائیں گے۔ فرمایا، بہت اچھا، ہمارے پاس روٹیاں تھیں ہم نے کھائیں، ہم میں سے ایک نے کہا، اچھی تیز آگ اور اچھے دہکتے کوئلے ہیں کیا اچھا ہوتا کہ ہمارے پاس گوشت ہوتا اور ان پر پکا لیتے۔ ابراہیم نے فرمایا اللہ کھلانے پر قادر ہے۔ اتنے میں ہم نے ایک شیر کو بارہ سنگا بھگاتے دیکھا، بارہ سنگا ہمارے قریب آیا تو گر پڑا اور گردن ٹوٹ گئی، ابراہیم بن ادہم اُٹھے اور فرمایا اسے ذبح کرو اللہ تعالیٰ نے تمہیں گوشت کھلا دیا، ہم نے اس کا گوشت بھون کر کھایا اور شیر کھڑا گھور گھور کے دیکھ رہا تھا۔

ابراہیم خراسانی فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے وضو کی ضرورت پیش آئی، اچانک مجھے ایک لوٹا موتیوں کا اور ایک برش (مسواک) چاندی کا ملے جو کہ ریشم سے ملائم تھا، میں نے مسواک استعمال کیا، وضو کیا، پھر میں چل پڑا اور لوٹے اور مسواک دونوں کو وہیں چھوڑ دیا۔

حبیب عجمی مشہور بزرگ گذرے ہیں، اس کی بیوی بدخلق اور بد زبان تھی، ایک دن بیوی نے کہا جب کچھ کھانے کو نہیں مل رہا تو جا مزدوری کر، حبیب گھر سے قبرستان کی طرف نکلے اور عشا تک وہاں ذکر و نوافل میں مشغول رہے رات کو شرمندہ گھر آئے، عورت کی بیہودہ گوئی کا خطرہ تھا عورت نے پوچھا، کتنی اجرت ملی، لاؤ! فرمایا جس نے مجھ سے اجرت پر کام کرایا وہ بڑا کریم ہے، مجھے اس سے جلدی اُجرت مانگنے میں حیا آئی، اسی طرح چند دن گزرے گھر سے نکل کر عشا تک مقبرہ میں عبادت کرتے اور رات کو واپس آتے، عورت اور اس کے درمیان ہمیشہ سابقہ

گفتگو ہوتی تھی۔

ایک روز بیوی نے کہا کہ اس سے اُجرت لے کر کسی اور کے پاس مزدوری کر۔ اس نے وعدہ کیا کہ آج ضرور اجرت کاٹ بہ کروں گا۔ شام کو پھر اسی طرح خوف کھاتے ہوئے گھر لوٹے، گھر میں دھواں دیکھا، چولہا گرم تھا، کھانا پک رہا تھا، بیوی خوشحال ہے۔ آتے ہی بیوی نے کہا جس کا آپ کام کر رہے ہیں اُس نے کریموں کی طرح بہت زیادہ مال بھیج دیا اور اس کے آدمی نے یہ پیغام دیا کہ حبیب کو کہہ دینا کہ ہمارے کام اِسی طرح کوشش سے کرے ہم نے اجرت دینے میں تاخیر بخل یا مفلسی کی وجہ سے نہیں کی۔ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دل خوش ہو (یہ آدمی کوئی فرشتہ ہوگا جو خدائے کریم کی طرف سے آیا تھا)

پھر بیوی نے وہ تھیلے دکھائے جو اشرفیوں سے پُر تھے، حبیب زار و قطار رونے لگے اور بیوی سے فرمایا یہ اُجرت اس کریم کی طرف سے پہنچی ہے جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں۔ بیوی نے جب یہ سُنا تو اپنی بدخلقی سے تائب ہوئی اور قسم کھائی کہ آئندہ ایسی بدخلقی نہیں کروں گی۔

ایک شخص کہتا ہے، ہم ایک جنگل میں ذوالنّون مصریؒ کے ساتھ تھے، کیکر کے درخت کے نیچے ہم نازل ہوئے، ہم نے کہا یہ بڑی اچھی جگہ ہے کیا اچھا ہوتا کہ یہاں خرما بھی مل جائیں۔ ذوالنّون نے تبسم فرمایا اور فرمایا کیا تم خرما چاہتے ہو، یہ کہہ کر درخت کو حرکت دی اور فرمایا، اے درخت تجھے اس خدا کی قسم جس نے تجھے وجود بخشا اور درخت بنایا، ہم پر ابھی ابھی تازہ خرما ڈال دینا۔ پھر اسے حرکت دی تو اس سے تر کھجوریں گرنے لگیں۔ ہم نے پیٹ بھر کر ان سے کھایا، پھر سو گئے، پھر بیدار ہوئے اور درخت کو حرکت دی تو کانٹے ہی کانٹے گرے۔ یہ کرامت تھی۔ بطورِ کرامت ایک بار خرما ملے مگر پھر نہ ملے۔

محمد بن المبارک صوریؒ فرماتے ہیں، میں بیت المقدس کے راستے میں ابراہیم بن ادہمؒ کے ساتھ تھا ہم قیلولہ (دوپہر کی نیند) کے لیے بوقت دوپہر انار کے درخت کے نیچے نازل ہوئے، ہم نے چند رکعات نوافل پڑھیں، درخت کی اصل سے میں نے یہ آواز آتی ہوئی سُنی یا ابا اسحاق اکرمنا بان تأکل منا شیئاً۔ یعنی اے ابراہیم بن ادہم، ہم سے کچھ انار کھا کر ہمیں عزت بخش، میں نے عرض کیا اے ابا اسحاق (ابراہیم بن ادہمؒ کی کنیت ہے) آپ نے سنا تو وہ کھڑے ہو گئے۔ اور دو انار اُٹھائے۔ ایک آپ نے خود کھایا اور ایک مجھے دیا، میں نے وہ کھایا لیکن وہ ترش تھا، یہ چھوٹا سا درخت تھا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں، میں اپنے کام کے لیے باہر جنگل میں گیا، میں نے دیکھا کہ جنگل کے درختوں میں

ایک خار دار درخت کے ارد گرد ایک شخص گھوم رہا ہے اور اس سے خرما کے دانے چن چن کر کھا رہا ہے۔ میں نے سلام کیا، اس نے کہا وعلیکم السلام، پھر فرمایا، آیئے آپ بھی کھایئے، میں اپنی اونٹنی سے اُترا، درخت کے پاس کھڑا ہُوا، اس میں خرما کے دانے نظر آرہے تھے۔ میں خُرما کے جس دانہ کو ہاتھ لگاتا وہ کانٹا ہو جاتا۔ وہ شخص مسکرانے لگا اور فرمایا آپ کو خُرما نہیں مل سکتے کیونکہ اگر آپ خلوت میں خدا کی اطاعت کرتے تو خدا یُوں میری طرح آپ کو بھی جنگل میں خُرما کھلاتا۔

حسن بصری کا قول ہے فرماتے ہیں دُنیا میں پانچ قسم کے لوگ رہتے ہیں، اوّل علما جو کہ انبیاء کے وارث ہیں، دوم زاہدین یعنی تارکِ دنیا، یہ قوم کے راہنما ہیں، سوم غزا کرنے والے یہ خدا کی تلواریں ہیں چہارم تجارت کرنے والے یہ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں یعنی مال تجارت میں، لہٰذا ان کو چاہیے کہ امانت و دیانتداری سے کام کریں، پنجم بادشاہ یعنی ملک کے سربراہ، یہ مخلوق کے نگران ہیں۔

پھر فرمایا، جب عالم طامع دنیا بن جائیں اور مال جمع کریں تو کس کی پیروی کی جائے اور جب زاہد راغب فی المال ہو جائیں تو کس سے رہنمائی حاصل کی جائے اور پھر کون نیک ہوگا اور جب غازی ریاکار ہو جائیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ریاکار کے عمل کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا تو دشمن پر فتح کون حاصل کرے گا اور جب تاجر خائن ہو جائیں فَمَنْ یُوتَمَنْ وَیُرْتَضٰی تو کون پسندیدہ اور امین ہوگا، اور جب بادشاہ بھیڑیا بن جائیں تو کون بکریوں (یعنی رعایا) کی حفاظت کرے گا۔ پھر حسن بصری نے فرمایا کہ خدا کی قسم لوگوں کو ہلاک نہیں کیا مگر اُن علماء نے جو تبلیغِ دین میں تغافل برتتے ہیں اور ان فقیروں نے جو دنیا میں رغبت کرتے ہوں اور ان جہاد کنندوں نے جو ریاکار ہوں اور ان تاجروں نے جو خیانت کریں اور ان بادشاہوں، سربراہوں نے جو ظلم کریں اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا انجام کتنا بُرا ہے۔

بشر بن الحارثؒ سے کسی نے اپنی سرگزشتِ تصوّف و زہد کا ابتدائی قصّہ پوچھا اور کہا، لوگ آپ کی اتنی عزّت کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت عزّت سے لیتے ہیں، فرمایا، یہ خدا کا فضل ہے پھر فرمایا، میں پہلے بڑا گنہگار تھا۔ ایک مرتبہ راستے میں کاغذ کا ٹکڑا دیکھا، میں نے اُسے اٹھایا، اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی تھی، میں نے گرد و غبار سے صاف کیا اور جیب میں رکھا، میرے پاس صرف دو درہم (روپے) تھے اور کسی چیز کا مالک نہ تھا عطار سے اعلیٰ قیمتی عطر خریدا۔ پھر اسی کاغذ کو عطر لگایا، رات کو سو گیا، خواب دیکھا کہ گویا مجھ سے فرمایا جا رہا ہے

اے بشر! آپ نے میرے نام کو معطر کیا، میں ضرور دنیا و آخرت میں آپ کے نام کو معطر کروں گا۔

روایت ہے کہ منصور بن عمارؒ واعظ کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ راستے میں ایک رُقعہ پایا، جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی تھی، اُس نے اٹھایا، اس وقت محفوظ رکھنے کی کوئی جگہ نہ ملی تو اُسے منہ میں ڈال کر نگل لیا پھر خواب میں کسی نے اُسے کہا، اللہ پاک تجھ پر علم و حکمت کا دروازہ کھول دے کیونکہ آپ نے بسم اللہ والے اس رقعہ کی تعظیم کی۔

حضرات! آجکل مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں، مصائب سے دوچار ہیں، اس لیے کہ خدا کے شعائر و احکام کی عزت ان کے قلوب میں باقی نہیں ہے، مال و دولت کی محبت بڑھ گئی، طول آمال کی وبا عام ہو گئی۔

حضرت معروف کرخیؒ نے محمد بن ابی توبہؒ سے کہا، نماز پڑھا، محمد نے کہا، میں یہ نماز تو پڑھا دیتا ہوں، مگر دوسری نماز میں نہیں پڑھاؤں گا، کوئی اور پڑھائے، معروف کرخیؒ نے فرمایا۔ تیرے دل میں یہ خیال ہے کہ اگلی نماز تک زندہ رہتے ہوئے اس کے پڑھنے کا موقعہ بھی ملے گا، اللہ تعالیٰ پناہ دے ایسی لمبی امیدوں سے۔ ایسی امیدیں تو امید آخرت کے لیے رکاوٹ بنتی ہیں۔

معروف کرخیؒ فرماتے تھے، دنیا چار چیزوں کا نام ہے، مال، کلام، نیند اور طعام، پس کثرت مال سرکشی پر آمادہ کرتی ہے اور کثرتِ کلام لہو و لعب میں ڈالتی ہے اور نیند کی کثرت آخرت کی یاد دل سے نکالتی ہے اور کثرت طعام دل کو سخت کرتی ہے۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے، دنیا سے محبت کرنے والوں کو اس میں عبرت ہے۔

| | |
|---|---|
| بباغ رفتم و گل چیدم و فغاں کردم | نظارۂ دلِ مجروح بلبلاں کردم |
| بما بگفت یکے بلبلے کہن سالے | ہزار سال دریں باغ آشیاں کردم |
| وفائے عہد و مروت ز گلر خاں مہ طلب | من ایں معاملہ را کردم و زیاں کردم |

دوستو! خدا سے مانگو اور رو رو کر مانگو، وہ چاہے تو ایک دن میں غنی کردے۔

| | |
|---|---|
| جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو | درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا |
| خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبرؔ | یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد |

حضرات! اللہ فرماتے ہیں، ہر جاندار کی صبح و شام کی روزی میرے ذمے ہے۔ اسی واسطے اس معاملہ میں اللہ پر توکل کرنا چاہیئے مگر افسوس کہ رزق کے بارے میں انسان جو اپنے آپ کو عقلمند کہتا ہے۔ سب سے کمزور ثابت ہوا ہے، صبح و شام تک اور شام سے صبح حلال و حرام یہ ہر طرح ذخیرہ اندوزی میں لگا رہتا

ہے۔ حلال مال جمع کرنے میں تو کوئی حرج نہیں، لیکن افسوس کہ اکثر انسان بلکہ مسلمان بھی حرام سے نہیں بچتے۔ انسان کے علاوہ کوئی جاندار رزق کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا اور اگر کرتے بھی ہیں تو بہت تھوڑے۔

کہتے ہیں کہ چار قسم کے حیوان اپنی خوراک کا ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں ۱۔ انسان۔ ۲۔ چیونٹی۔ ۳۔ چوہا۔ ۴۔ کوّا۔ بعض نے کہا ہے کہ بلبل بھی ذخیرہ اندوزی کرتی ہے۔

علامہ کمال الدین دمیری حیاۃ الحیوان میں لکھتا ہے کہ کوّا کئی جگہ اپنی خوراک کا ذخیرہ کرتا ہے مگر پھر ان جگہوں کو وہ بھول جاتا ہے۔

برادرانِ اسلام! حلال مال کی طلب کرنی چاہیئے، حرام مال سے بچا کرو، یہی خدا اور رسول کا حکم ہے جب حرام مال سامنے آئے تو اس سے بچنے کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ دو باتوں پر غور و فکر کریں۔

اوّل یہ کہ قبر کی تنگی، اس کی تاریکی، تنہائی اور اس تنہائی میں منکر و نکیر کے سخت سوال کو یاد کیا کریں اور یہ سوچیں کہ یہی حرام مال قبر میں عذاب کا سبب ہوگا۔

دوم یہ سوچا کریں کہ حلال مال سے تو دولتمند بننا درست ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن غریب و مفلس ہونا اللہ و رسول کے نزدیک ذلت نہیں بلکہ عزت کا باعث ہے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فقیرانہ زندگی گذارتے تھے۔

دولت مند ہونا اور بھی حرام مال کی وجہ سے یہ اللہ و رسول کے نزدیک کوئی اعزاز نہیں ہے۔ دیکھیے! انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی زندگی عموماً فقر و غربت کی زندگی ہوتی ہے اور خدا کے دشمن قارون، فرعون، ہامان، شداد، نمرود اور دیگر کفار بڑے دولتمند تھے، معلوم ہوا کہ دولتمند ہونا کوئی بڑا اعزاز نہیں، سب سے بڑا اعزاز تقویٰ ہے اور خدا کی رضا حاصل کرنا ہے۔

حضرات! سب سے بڑی دولت ایمان ہے، اسلام ہے اور نیک اعمال۔ کتنا مبارک ہے وہ شخص جس کے پاس بروزِ قیامت ایمان اور نیک اعمال کا بڑا سرمایہ موجود ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں حرام مال سے بچائے اور حلال رزق حاصل کرنے اور نیک اعمال کی توفیق بخشے۔

افسوس کہ اس زمانے میں لوگوں نے مال و جاہ، رزق و طعام اور چند روزہ فانی خوشیوں کو مقصود بنا دیا ہے۔

کبھی اے نوجوانِ مُسلم، تدبّر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہُوا تارا

سماں اَلفقرُ فخرِی کا رہا شانِ امارت میں
آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت وہ سیّارا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

جناب مشتاق احمد صاحب لدھیانوی ناظم مجلس احرار اسلام راولپنڈی کی والدہ صاحبہ وفات پاگئی ہیں قارئین کرام سے ان کے لیئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو اس صدمہ پر صبر و اجر مرحمت فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا عزیز بخش صاحب مہتمم مدرسہ منورالاسلام چک ۶۶۹/۱۰ب گگینجہ علاقہ پیر محل ضلع لائل پور ۱۰ر اپریل کو حالتِ سجدہ میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبیوں والے تھے۔ جمعیتہ علماء اسلام کے سرگرم کارکن تھے۔ تحفّظ ختم نبوۃ کی خاطر بڑی قربانیاں دی تھیں۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ان کے لیے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا فرمائیں

۲۵ر اپریل کو میری نانی صاحبہ وفات پاگئیں۔ قارئین کرام سے ان کی مغفرت کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(احقر حافظ عبد الرزاق رحیمی متعلّم جامعہ مدنیہ لاہور)

## تعلیم القرآن خط و کتابت سکول

ایک پوسٹ کارڈ پر ہمیں اپنا نام پتہ اور مختصر کوائف لکھ کر بھیج دیجئے اور گھر بیٹھے بٹھائے اسلامی تعلیم مفت حاصل کیجئے، ہم دس سبق اور ان کے لئے دیدہ زیب فائل بھیجدیں گے اور تکمیل پر سند پیش کریں گے، انشاء اللہ تین ماہ میں آپ اسلامی تعلیم کا یہ کورس مکمل کرینگے ہمیں اپنے مسلم اور غیر مسلم احباب کے پتے بھیجئے۔

پرنسپل تعلیم القرآن خط و کتابت سکول پوسٹ بکس ۱۲۱۷ لاہور

---

## جلسہ

۳۰ ربیع الثانی مطابق ۲۳ مئی بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع محمدی مسجد محمد بخش سکیم پارک بلاک ۱۲ عقب جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں جلسہ ہوگا حضرت مولانا عبد الشکور دین پوری، حضرت مولانا الحاج محمد صدیق صاحب اور دیگر علماء خطاب فرمائیں گے۔ (منتظمین مسجد)

---


خلیق و دیانتدار عملہ
بہترین و بارعایت طباعت

المکہ پریس

۵۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور



حنیف رنتی ریپرنگ - ۵ - ہسپتال روڈ لاہور

ع کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

ہمارے یہاں رنتیوں کی بہترین ٹکائی اور دھلائی کا کام نہایت تسلی بخش ہوتا ہے۔

# نعت

جناب حافظ لدھیانوی

مجھ پہ کرم اے شاہِ شہاں، رحمتِ عالم
محبوبِ خدا، جانِ جہاں، رحمتِ عالم

الفاظ میں کس طرح بیاں حالِ زبوں ہو
اظہار سے قاصر ہے زباں، رحمتِ عالم

در پر ترے بن جاتی ہے بگڑی ہوئی تقدیر
اے چارہ گرِ خستہ دلاں، رحمتِ عالم

بخشا ہے تری یاد نے وہ کیف مسلسل
ہیں شام و سحر اشک رواں، رحمتِ عالم

فردوسِ بریں گوشۂ دامانِ نبیؐ ہے
فرشی ہیں ترے عرش مکاں، رحمتِ عالم

ملتی ہیں ترے در پہ زمانے کو پناہیں
ہم در سے ترے جائیں کہاں، رحمتِ عالم

ہے گردشِ ایام میں حافظ بھی گرفتار
مل جائے اسے غم سے اماں، رحمتِ عالم

# علّامہ قطب الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاری عبد الرشید صاحب مدرس جامعہ مدنیہ۔ لاہور

**نام :** آپ کے نام میں اختلاف ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

محمود بن محمد الرازی المعروف بالقطب التحتانی ویقال اسمہٗ محمد وبہ جزم ابن کثیر وابن رافع وابن حبیب وبالاول جزم الاسنوی (درر کامنہ ج۴ ص۳۳۹)

محمود بن محمد رازی جو قطب (الدین) تحتانی کے نام سے مشہور ہیں اور (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام محمد ہے۔ ابنِ حبیب، ابنِ رافع اور ابنِ کثیر نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور اسنوی نے پہلے نام پر

بغیۃ الوعاۃ میں آپ کا نام محمود ہی بتایا گیا ہے جب کہ شذرات الذھب میں دونوں نام مذکور ہیں، لیکن کشف الظنون اور طبقات الشافعیہ میں آپ کا نام "محمد" ہی مرقوم ہے۔

**مقامِ پیدائش :** رےؔ سے اصفہان کو جاتے ہوئے تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر "ورامین" نامی ایک بستی آتی ہے یہی آپ کا مقامِ پیدائش ہے۔

**تاریخِ ولادت :** آپ کا سنِ ولادت تعیّن کے ساتھ معلوم نہیں۔ البتّہ حافظ ابنِ حجرؒ کے اس قول سے کہ آپ کی عمر ستّر سال سے متجاوز تھی، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت ساتویں صدی ہجری کے آخری عشرہ میں ہوئی ہے۔ مولانا عبد السّلام ندوی نے اپنی کتاب "حکمائے اسلام" میں آپ کی عمر تقریباً چوہتّر سال لکھی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش ۶۹۲ یا اس کے لگ بھگ ہوئی ہے۔

**علّامہ رازیؒ کا مسلک :** مولانا عبد السّلام کتابِ مذکور میں لکھتے ہیں "ان کا سلسلۂ نسب سلاطین آلِ بویہ سے ملتا ہے اور چونکہ سلاطین آلِ بویہ شیعہ تھے اس لیے مجالس المومنین میں ان کا شمار شیعی علماء میں کیا گیا ہے۔ بعض علماء نے ان کو حنفی لکھا ہے لیکن درحقیقت وہ شافعی تھے اور سبکیؒ نے اسی حقیقت سے ان کا تذکرہ "طبقات الشافعیہ" میں کیا ہے یہی نہیں بلکہ شذرات الذھب

میں آپ کے شافعی ہونے کی تصریح بھی مذکور ہے۔

**تعلیم:** آپ نے اپنے وطن ہی کے اساتذہ اور شیوخ سے اکتساب علم کیا۔ بعد ازاں سلطان ابوسعید اور اس کے وزیر خواجہ عنایت الدین کے انتقال کے بعد آپ ۷۶۳ھ میں دمشق چلے گئے اور وہاں جاکر قاضی عضد الدین وغیرہ سے تکمیلاً کسب فیض کیا۔

## آپ کے تبحر علمی پر بعض اکابر کی شہادتیں:

دمشق میں آپ کی ملاقات تاج الدین سبکیؒ صاحب طبقات الشافعیہ سے ہوئی اور بعض مسائل بھی زیر بحث آئے۔ سبکیؒ نے اپنی اس ملاقات اور بعض مسائل پر ان سے گفت و شنید کے بعد اپنے تاثرات کا ذکر طبقات میں کیا ہے جو شذرات الذھب (ج ۶) میں بایں الفاظ منقول ہے۔

| | |
|---|---|
| امام مبرز فی المعقولات اشتھر اسمہ | (علامہ رازی) معقولات کے ممتاز امام ہیں جن کا نام مشہور ہے |
| وبعد صیتہ ورد الی دمشق سنۃ | اور جن کی شہرت دور دراز تک پھیلی ہوئی ہے وہ ۷۶۳ھ میں |
| ثلاث وستین وسبعمائۃ وبحثنا معہ | دمشق تشریف لائے ہم نے ان کے ساتھ بحث کی پس ہم نے |
| فوجدناہ اماماً فی المنطق والحکمۃ | ان کو منطق و فلسفہ میں امام پایا، تفسیر، معانی، بیان اور نحو کو |
| عارفا بالتفسیر والمعانی والبیان | جاننے والے اور تیز ذکاوت والے تھے۔ |
| مشارکاً فی النحو یتوقد ذکاءً | |

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ علامہ قطب الدین المتکلمین میں یگانہ روزگار تھے جو منطق اور متقدمین کے علوم کے جاننے والے تھے اور دولت مند شخص تھے اور ان کی تحریر صاف اور شگفتہ ہوتی ہے یعنی جس سے مطلب اخذ کرنے میں کوئی کلفت نہیں ہوتی۔

شذرات الذھب میں علامہ سیوطیؒ کا یہ قول منقول ہے کہ ہمارے شیخ کافیجیؒ نے فرمایا کہ وہ (قطب الدین رازی)، علوم عربیہ میں ماہر نہ تھے بلکہ صرف حکیم تھے۔ بہر حال وہ منطق و فلسفہ کے مسلم امام تھے

**تصانیف:** (۱) شرح شمسیہ جو درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے اور قطبی کے نام سے مشہور ہے اور" البدر الطالع" کی روایت کے مطابق یہی وہ کتاب ہے جس کو خود مصنف سے پڑھنے کے لیے سید شریف جرجانی نے ہرات کا سفر اختیار کیا تھا۔

(۲) شرح مطالع" جو پہلے درس نظامی کے نصاب میں شامل تھی اور سید شریف جرجانی نے

اس کو سولہ بار پڑھا تھا اور الفوائد البھیہ کی روایت کے مطابق پھر مصنفؒ سے پڑھنے کے لیے ہرات کا سفر کیا تھا۔

(۳) رسالہ قطبیہ یہ علم کے بیان میں ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ یہ رسالہ بھی مع اپنی اس شرح کے جو میرزا زاھد نے تحریر فرمائی ہے داخل نصاب ہے

(۴) شیخ نجم الدین القزوینی الشافعی کی تصنیف "الحاوی الصغیر فی الفروع" کی بھی آپ نے شرح فرمائی۔

(۵) آپ نے جار اللہ زمخشری کی تفسیر کشاف کا حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے لیکن کشف الظنون سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کتابوں کی تکمیل نہ فرما سکے کشاف کا حاشیہ سورۃ انبیاء تک تحریر فرمایا ہے

(۶) محاکمات: یہ فلسفہ میں ان کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ہے جو آپ نے علامہ قطب الدین شیرازی کے ایماء پر تحریر فرمائی تھی۔ شذرات الذھب وغیرہ میں اس کتاب کو شرح اشارات لکھا گیا ہے لیکن درحقیقت یہ اس کی شرح نہیں بلکہ امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی شرح اشارات میں اعتراضات کیے تھے اور پھر محقق طوسی نے اپنی شرح میں ان کے جو جوابات دیئے تھے علامہ نے اس کتاب کی دونوں شرحوں کے درمیان محاکمہ کیا ہے۔

**وفات**: آپ دمشق میں مدرسہ ظاہریہ کی نچلی منزل میں مقیم تھے۔ ایک اور قطب الدین اسی مدرسہ کی بالائی منزل میں سکونت پذیر تھے۔ امتیاز کے لیے آپ کو قطب الدین تحتانی کہا جانے لگا یہیں پر ذیقعدہ ۷۶۶ھ آپ کا انتقال ہوا اور سفح قاسیون میں مدفون ہوئے۔


## کشف الاحوال ترجمہ فارسی مسخ الاشکال

زبان حال بہ برادران ایران خوشخبری ترجمہ نمودن فارسی مسخ الاشکال را ندائے بلند میکند کہ کتاب مذکورہ جامہ عکسی طباعت را پوشیدہ است۔ مترجم مولانا صوفی دوست محمد صاحب سربازی خادم خاص مولانا عبدالعزیز صاحب زاہدانی است۔ ہدیہ دو روپے

ادریس۔ محمد رمضان میمن۔ توحیدی جامع مسجد۔ چاکیواڑہ۔ کراچی ۲

# حضرۃ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

جناب فیاض حسین
جامعہ مدنیہ ، لاہور۔

مخزنِ صدق و صفا، صدیق اکبرؓ آپ ہیں
معدنِ رشد و ہدیٰ، صدیق اکبرؓ آپ ہیں

ذاتِ پاک مصطفیٰ، روشن ہے مثلِ آفتاب
اس کے انوار و ضیا، صدیق اکبرؓ آپ ہیں

ساتھ ہیں اپنے نبیؐ کے آپ بعدِ مرگ بھی
کیسے یارِ با وفا، صدیق اکبرؓ آپ ہیں

رکھ دیا قدموں میں لا کر آپ نے سارا متاع
منبعِ جود و سخا، صدیق اکبرؓ آپ ہیں

سنتے ہی ایمان لے آئے نبیؐ کی بات پر
کس قدر حق آشنا، صدیق اکبرؓ آپ ہیں

حق سے جو پیغام لائے آپ نے تصدیق کی
ہاں نبیؐ کے ہم نوا، صدیق اکبرؓ آپ ہیں

جہل کی تاریک راہوں کو منور کر دیا
علم و عرفاں کا دیا، صدیق اکبرؓ آپ ہیں

ہے نبیؐ سے عشق جس کو، آپ سے بھی عشق ہے
کیونکہ یارِ مصطفیٰ، صدیق اکبرؓ آپ ہیں

# حاصلِ مطالعہ

سُلطان محمود غزنوی کو نصیحت • لوگوں کا حال • قاضی ایاس کی معاملہ فہمی — درویشی کی تعریف • شاہی حلوا • بے نفسی • مرغیوں کی تقسیم کا عجیب قصہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے ایک مُرید کا سوال اور اُن کا جواب

جناب مولانا رشید الدین صاحب حمیدی

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی حضرت ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمایئے، فرمایا کہ منہیات سے پرہیز، نماز باجماعت اور خلق خدا پر سخاوت و شفقت رکھنا۔ سلطان نے کہا میرے واسطے دعاءِ خیر فرمایئے، فرمایا کہ میں تو ہر روز دعاء کرتا ہوں "اللّٰھم اغفر للمؤمنین" کہا کہ دعاءِ خاص کیجئے۔ فرمایا اے محمود! تیری عاقبت محمود ہو۔ اس کے بعد سلطان نے ایک اشرفیوں کی تھیلی پیش کی، شیخ نے سلطان کو ایک جو کی روٹی دی اور کہا کہ کھاؤ، سلطان چباتا تھا مگر گلے سے نہیں اترتی تھی۔ شیخ نے فرمایا کہ جس طرح یہ تمہارا گلا پکڑ رہی ہے اسی طریقے سے تمہاری تھیلی بھی میرا گلا پکڑتی ہے اس کو لے جاؤ میں نے اس کو طلاق دے رکھی ہے، سلطان نے کہا کہ کچھ تو قبول فرمایئے، فرمایا کہ نہیں، پھر سلطان نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نشانی عنایت فرمایئے، آپ نے اپنا پیراہن مبارک عطاء فرمایا اور واپسی کے وقت تعظیم کے لیئے کھڑے ہو گئے، سلطان نے کہا کہ جس وقت میں حاضر ہوا تھا اس وقت آپ نے کوئی توجہ نہیں فرمائی تھی اور اب تعظیم کے لیئے اٹھ کھڑے ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ اس وقت تم امتحان اور شاہی رعونت میں آئے تھے اور اب فقر کے انکسار میں واپس ہو رہے ہو۔

"لوگ" کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں لیکن عمل آزادوں جیسا کرتے ہیں —

کہتے ہیں کہ اللہ ہمارے رزق کا کفیل ہے مگر دل ان کے مطمئن نہیں ۔ کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن دنیا کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور آخرت کیلئے گناہ۔ کہتے ہیں کہ ہم یقیناً مرنے والے ہیں لیکن عمل ایسا کرتے ہیں گویا کبھی مرنا ہی نہیں ۔

ایک شخص نے دوسرے کے پاس کچھ مال امانت رکھا، پھر جب اس سے طلب کیا تو اس نے انکار کیا ، مدعی نے اپنا معاملہ قاضی ایاس بن معاویہ کے سامنے پیش کیا قاضی صاحب نے سوال کیا کہ کس کے سامنے دیا تھا، اس نے کہا کہ میں نے ایسی جگہ دیا تھا کہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ قاضی نے کہا کہ اس جگہ کوئی چیز ہے ؟ اس نے کہا کہ ایک درخت ہے ۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اچھا اب تم اس جگہ پر جاؤ اور اس درخت کو دیکھو شاید اللہ تعالیٰ وہاں جانے سے ایسی بات واضح کردیں جس سے تمہارا حق ظاہر ہو جائے ۔ وہ شخص چلا گیا ، قاضی صاحب نے مدعا علیہ کو بیٹھے رہنے کا حکم دیا اور خود قضا سے متعلق دوسرے کاموں میں مشغول ہو گئے ۔ جب ایک گھڑی گذر گئی تو اس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ کیا تمہارا ساتھی اب اس جگہ تک پہنچ گیا ہوگا ؟ اس نے کہا نہیں ۔ ( اس انکار سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ اس جگہ سے بخوبی واقف ہے ) قاضی ایاس نے کہا مردود تو یقیناً خائن ہے اور اس کے اوپر ایک محافظ مقرر کر دیا تا کہ وہ بھاگ نہ جائے ، پھر جب وہ شخص واپس آگیا تو اس سے قاضی صاحب نے کہا کہ یہ تمہارے حق کا اقرار کر چکا ہے اس کو پکڑلو ۔ ( ابو محمد قلیتی )

درویشی وہ ہے کہ کسی چیز پر طمع نہ کرے ، جب بے طلب کوئی لائے تو منع نہ کرے ، اور جب لے لے تو جمع نہ کرے ۔ ( حضرة معروف کرخی ؒ )

ایک مرتبہ عضد الدولہ سے ڈاکوؤں کے ایک گروہ کی شکایت کی گئی ، عضد الدولہ نے انکو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ لوگ لوٹ کھسوٹ کر کے پہاڑی گھاٹیوں میں چھپ جایا

کرتے تھے۔ اس لئے ان پر قابو پانا مشکل ہو گیا تو عضد الدولہ نے اپنی خداداد فراست سے کام لیا، ایک تاجر کو بلایا، اس کو ایک خچر دیا اس پر دو صندوق لدے ہوئے تھے جن میں نفیس قسم کا خوشبودار حلوہ زہر ملا کر بہت خوبصورت برتنوں میں رکھ کر بند کر دیا گیا تھا اور اس تاجر کو کچھ دینار دیئے اور حکم دیا کہ تم ایک قافلے کے آگے آگے روانہ ہو جاؤ اور یہ ظاہر کرو کہ ان میں ان اطراف کے بعض حکام کی عورتوں کے لئے شاہی حلوا بطور تحفہ بھیجا جا رہا ہے۔ تاجر نے حکم کی تعمیل کی اور اس قافلہ کے آگے آگے روانہ ہو گیا۔ جب یہ قافلہ ڈاکوؤں کی حدود میں پہنچا تو سارے لوٹ پڑے اور قافلہ کا سارا مال و متاع لے گئے۔ ان میں سے ایک ڈاکو نے خچر پر قبضہ کیا اور اپنی گھاٹی میں لے گیا، جب اس نے صندوق کھولا تو اس میں حلوا نکلا جس کی خوشبو تمام اطراف میں پھیل گئی۔ وہ اس سے ڈرا کہ اس کو اپنے پاس چھپایا نہیں جا سکتا لہٰذا تمام ساتھیوں کو آواز دی۔ وہ سب بھوکے تھے۔ انھوں نے جو یہ نفیس چیز دیکھی تو سب ایک دم ٹوٹ پڑے اور خوب کھایا۔ اس کے بعد سب ہلاک ہو گئے۔ پھر قافلہ والے گئے اور انھوں نے تمام اموال پر قبضہ کر لیا ان کے ہتھیار بھی لے لئے اور جتنا لوٹا ہوا مال تھا سب ان کے پاس سے برآمد ہو گیا۔

(تاریخ محمد بن عبدالملک ہمدانی)

ایک مرتبہ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک بڈھا ملا جو بوجھ لئے ہوئے تھا مگر وہ بوجھ کی زیادتی کی وجہ سے مشکل سے چلتا تھا، مولانا نے جب یہ حال دیکھا تو بوجھ اس سے لے لیا اور وہ جہاں لیجانا چاہتا تھا وہاں پہنچا دیا۔ اس بڈھے نے پوچھا اجی تم کہاں رہو؟ مولانا نے فرمایا بھائی میں کاندھلہ رہتا ہوں۔ بڈھا بولا وہاں مولانا مظفر حسین بڑے ولی ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں، غرضیکہ بہت تعریفیں کیں۔ مولانا نے فرمایا اور تو اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے ہاں نماز پڑھ لیتا ہے۔ بڈھے نے کہا واہ میاں تم ایسے بزرگ کو یہ کہہ رہے ہو۔ مولانا نے فرمایا میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ وہ بڈھا ان کے سر ہو گیا اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو مولانا کو جانتا تھا اس نے بڈھے سے کہا ارے بھائی مولانا مظفر حسین

صاحب یہی تو ہیں۔ اس پر وہ بڈھا مولانا سے لپٹ کر رونے لگا اور مولانا بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔ (از امیر الروایات)

▦

صحرائے عرب کا رہنے والا ایک دیہاتی ایک شہری کے یہاں مہمان ہوا، اس کے پاس مرغیاں بہت تھیں اور اس کے گھر میں ایک بیوی دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ میزبان بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج ناشتہ کے لئے مرغی بھوننا۔ جب ناشتہ تیار ہو گیا تو میں، میری بیوی، میرے دونوں بیٹے، دونوں بیٹیاں اور وہ مہمان ایک ہی خوان پر بیٹھ گئے۔ ہم نے وہ بھنی ہوئی مرغی اس کے سامنے کر دی اور کہا کہ آپ اس کو ہم لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیجئے (ہم نے اس سے تفریح اور مذاق کے طور پر کہا تھا) اس نے کہا تقسیم کرنے کا کوئی عمدہ طریقہ تو میں جانتا نہیں لیکن اگر آپ لوگ میری تقسیم پر راضی ہوں تو میں تقسیم کرنے پر راضی ہوں۔ ہم نے کہا ہم سب راضی ہیں۔ اس نے مرغی کا سر کاٹا اور کہا راس (یعنی سر) رئیس کے لئے ہے اور مجھے دیدیا، پھر دونوں بازو کاٹے اور کہا دونوں بازو، دونوں بیٹوں کے لئے، پھر دونوں پنڈلیاں کاٹیں اور کہا کہ ساقین دونوں بیٹیوں کے لئے۔ پھر پیچھے سے دم کا حصہ کاٹا اور کہا عجز (یعنی پچھلا حصہ) عجوز (یعنی بڑھیا) کے لئے ہے، پھر کہا زور (یعنی دھڑ کا پورا حصہ) زائر (مہمان) کا۔ اس طرح پوری مرغی پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا۔

جب اگلا دن آیا تو میں نے بیوی سے کہا کہ آج پانچ مرغیاں بھون لینا۔ جب کھانا آیا تو میں نے پھر اس سے کہا کہ تقسیم کیجئے۔ تو کہنے لگا کہ میرا خیال ہے کہ شاید آپ حضرات کو میری کل کی تقسیم قابل اعتراض معلوم ہوئی، ہم نے کہا نہیں بالکل نہیں، آج بھی آپ ہی تقسیم کیجئے۔ کہنے لگا جفت کا حساب رکھوں یا طاق کا، میں نے کہا طاق کا، کہنے لگا کہ اچھا، دیکھو، تم اور تمہاری بیوی اور ایک مرغی پورے تین ہو گئے، یہ کہہ کر مرغی ہماری طرف پھینک دی، پھر کہا تمہارے دو بیٹے اور ایک مرغی پورے تین ہو گئے۔ یہ کہہ کر وہ مرغی ان کی طرف پھینک دی، پھر کہا تمہاری دو بیٹیاں اور ایک مرغی پورے تین ہو گئے، یہ

کہکر تیسری مرغی ان کی طرف پھینکدی، پھر کہا میں اور دو مرغیاں پورے تین ہوگئے، یہ کہہ کر خود دو مرغیوں پر قبضہ کرکے بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ہم لوگوں کو دیکھا کہ اس کی دو مرغیوں کی طرف دیکھ رہے ہیں تو بولا کہ تم لوگ کیا دیکھ رہے ہو، شاید تم کو میری طاق والی تقسیم پسند نہیں آئی وہ تو اسی طرح صحیح آسکتی ہے۔ ہم نے کہا کہ اچھا تو جفت کے حساب سے تقسیم کیجئے یہ سن کر پھر سب مرغیوں کو اکٹھا کرکے اپنے سامنے رکھ لیا اور بولا کہ تم اور تمہارے دونوں بیٹے اور ایک مرغی چار ہوگئے یہ کہکر میری طرف ایک مرغی پھینک دی، پھر کہا بڑھیا اور اس کی دونوں بیٹیاں اور ایک مرغی چار ہوگئے یہ کہکر ایک مرغی انکی طرف پھینک دی، پھر کہا کہ میں اور تین مرغیاں مل کر چار ہوگئے یہ کہہ کر تین مرغیاں اپنے سامنے رکھ لیں۔ پھر اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا کہ اے اللہ! تیرا بڑا احسان ہے کہ تو نے قسم کی تقسیم کی سمجھ عطاء فرمائی۔

(ابراہیم المنذر الخرامی)

حضرت بایزید بسطامیؒ سے ایک مرید نے سوال کیا کہ میں ۲۳ سال سے آپ کے پاس رہتا ہوں آپ ہر روز میرا نام دریافت فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ہنسی نہیں کرتا، جب سے اللہ کا نام دل میں آگیا ہے کچھ یاد نہیں رہتا۔


## "عبد اللہ ابن مسعودؓ اور اُنؓ کی فقہ"

مصنف ڈاکٹر حنیف رضی۔

یہ ایک علمی اور تحقیقی کتاب ہے، علیگڑھ یونیورسٹی نے مصنف کو پی ایچ ڈی کی ڈگری عطاء کی ہے ——

قیمت: ۹ روپے

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین ۔ ۹۵۰ این سمن آباد، لاہور۔

# شیخ الاسلام حضرۃ مولانا السید حسین احمد المدنی قدس سرہ

جناب مسلم غازی

اے مجاہد السلام اے مردِ میداں السلام — السلام اے شمعِ بزمِ سرفروشاں السلام
اے حسین احمد، امیرِ کاروانِ زندگی — تو نے بخشا ہے جبینوں کو شعورِ بندگی
اے کہ تیری ذات تھی اک پیکرِ صبر و رضا — سایہ افگن تھا تری پاکیزہ طینت پر خدا
راہ میں باطل کی تو اک آہنی دیوار تھا — لرزہ بر اندام تھے تجھ سے فرنگی ناخدا
ہر نظر تیری خدا کی راہ میں صمصام تھی — تیری چٹکی میں زمامِ ابلقِ ایام تھی
سرنگوں تھا تیرے قدموں میں شکوہِ قیصری — پابہ جولاں تیرے آگے تھا غرورِ خسروی
تجھ سے لرزاں اہرمن تھے بید مجنوں کی طرح — تو سبک تھا راہِ حق میں آبِ جیحوں کی طرح
تو برہنہ تیغ تھا ہر زعمِ باطل کے لئے — تو "سویدا" تھا خدا شاہد ہے ہر دل کیلئے
تو نے کی تلقینِ اسرارِ حیاتِ سرمدی — ضبطِ نفس و اعتمادِ نفس کی تعلیم دی
تو رموزِ زندگی سے آشنا کرتا رہا — بے خبر انساں کو درسِ آگہی دیتا رہا
علم کی دنیا میں مثلِ شمس تابندہ ہے تو — گو کہ دنیا میں نہیں پر آج بھی زندہ ہے تو
زخم خوردہ قومِ مسلم کے لئے عیسیٰ تھا تو — اے مسیحا! ناخدائے ملتِ بیضا تھا تو
رزم گاہِ زندگی میں تو سپہ سالار تھا — ناز تھا تجھ پر خودی کو اس قدر خوددار تھا
آج تیری یاد میں ہے بزم آرا زندگی — حشر تک روئے گی تجھ کو چشمِ علم و آگہی
منفرد تھی تیری ہستی علم میں اخلاق میں — تذکرے اب بھی ہیں تیرے انفس و آفاق میں
جستجو کرتے رہیں گے تیری یہ شمس و قمر — تا ابد ڈھونڈے گی تجھ کو علم و عرفاں کی نظر
تیرے احساں ہیں ہزاروں عالمِ ادراک پر — ہو نزولِ رحمتِ حق تیری روحِ پاک پر
تیری صولت تیری سطوت تیری رفعت کو سلام — اے شہنشاہِ تصوف تیری عظمت کو سلام

# مسجد شہید گنج

سننے میں آیا ہے کہ محکمہ اوقاف مسجد کی جگہ مارکیٹ تعمیر کریگا۔ ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر یہ افواہ ہی ہے تو اسکی تردید فوراً آنی چاہیے اور اگر واقعتہً کوئی ایسا منصوبہ ہے تو یہ پاکستان کے لیے ایک المیہ ہوگا۔ کہ جس مقام کو مسلمانوں نے مسجد و مقدس قرار دیا ہو اسے بجائے مسجد کے حکومت اسلامیہ بازار کی شکل دیدے یا صرف مقفل ہی رکھے۔ مسجد شہید گنج لاہور سے مسلمانوں کی تاریخ وابستہ ہے۔ یہ مسجد دارا شکوہ کے زمانہ میں تعمیر کی گئی تھی اور اسے ۱۹۳۵ء میں سکھوں نے شہید کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور ہزاروں جیل میں گئے۔ حکومت ایسے پروگرام کی اصلاح کی طرف فوری توجہ دے۔

(ادارہ)


پاکستان بھر میں مشہور و مقبول

پی۔سی۔ٹی مارکہ

پرزہ جات سائیکل

ایجنٹ

بٹ سائیکل سٹور ○ نیلا گنبد لاہور

فون دفتر: ۶۵۳۰۹ / ۶۵۹۴۲ فون فیکٹری: ۶۰۰۵۰

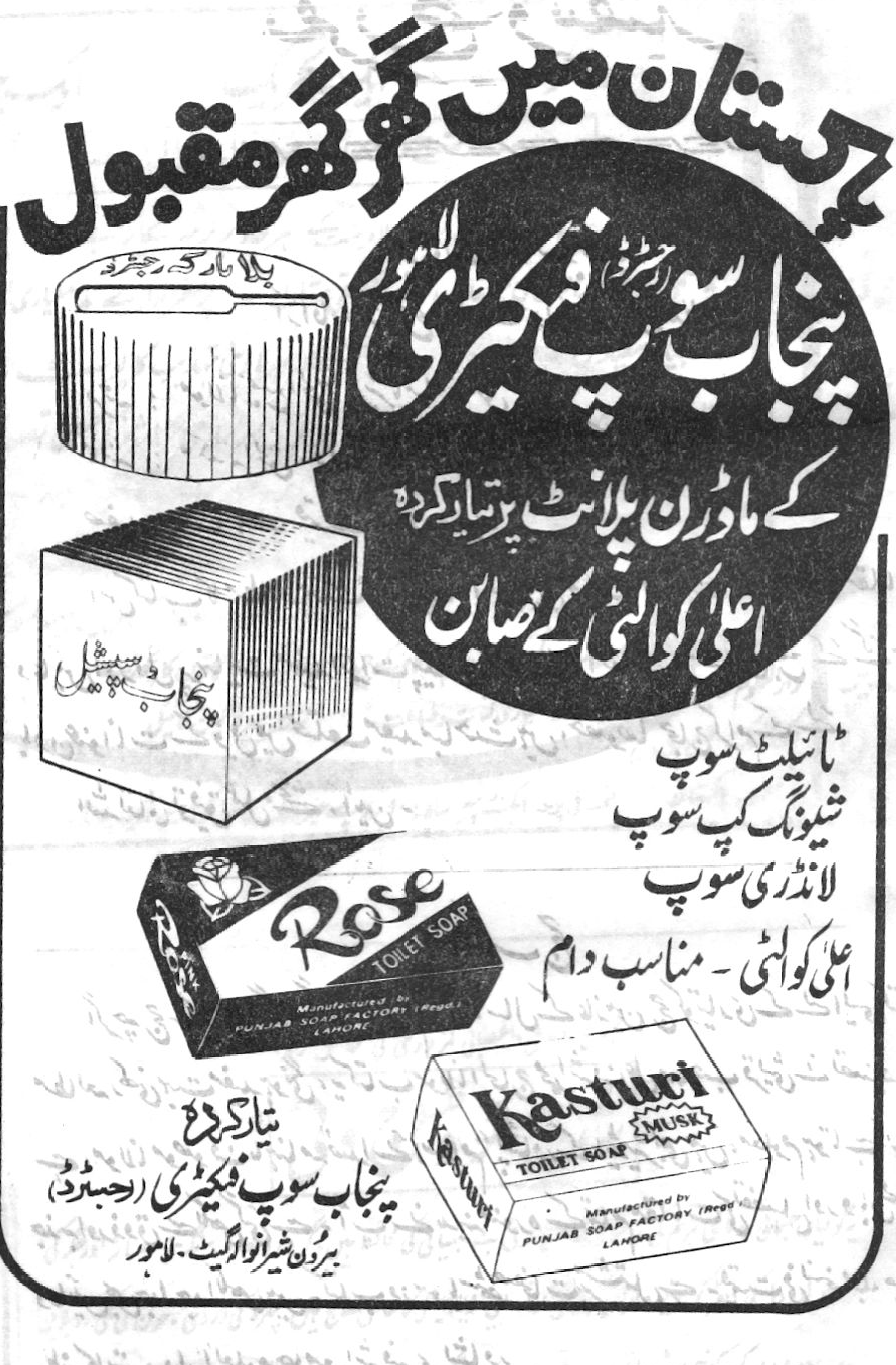
پاکستان میں گھر گھر مقبول
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ) لاہور
کے ماڈرن پلانٹ پر تیار کردہ
اعلیٰ کوالٹی کے صابن
بلا مارکہ رجسٹرڈ
پنجاب سپیشل
ٹائیلٹ سوپ
شیونگ کپ سوپ
لانڈری سوپ
اعلیٰ کوالٹی ۔ مناسب دام
Rose
TOILET SOAP
Manufactured by
PUNJAB SOAP FACTORY (Regd.)
LAHORE
Kasturi
MUSK
TOILET SOAP
Manufactured by
PUNJAB SOAP FACTORY (Regd.)
LAHORE
تیار کردہ
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ)
بیرون شیرانوالہ گیٹ ۔ لاہور

# تقریظ و تنقید

## عبادات و عبدیت

از افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ

مرتبہ : مولانا سمیع الحق ایڈیٹر ماہنامہ "الحق"

ناشر : مکتبہ الحق ۔ دارالعلوم حقانیہ ، اکوڑہ خٹک ، ضلع پشاور

صفحات : ۹۱ ۔ قیمت : دو روپے

اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہے ، اس میں مختلف اوقات اور مختلف مقامات کی دعائیں اور دل پر نہایت مفید اثرات پیدا کرنے والے واقعات و مسائل جمع کیے گئے ہیں تقریباً باون عنوانات کے ذیل میں مختلف مفید مباحث ہیں ، خصوصاً حجاج کرام کے لئے ۔

اللہ تعالیٰ توفیق عمل بخشے ۔ آمین ۔

---

## مناسک حج

اگرچہ حج کے مہینے گذر گئے ہیں تاہم آئندہ سال کے عازمین حج کو تیاری کے لئے ایسی کتابیں زیر مطالعہ رکھنی بہت مفید ہونگی ، یہ کتاب مولانا الحاج محمد اشرف علی صاحب قریشی نے تصنیف فرمائی ہے ، مولانا موصوف ماہنامہ "صدائے اسلام" پشاور کے ایڈیٹر بھی ہیں ، معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہی جذبہ اور ذوق سے لکھی گئی ہے ۔ آپ نے مدینہ منورہ کے تمام مقامات کی تفصیل اور وہاں کی مناسب دعائیں بھی جدا جدا لکھی ہیں ۔ کتاب دو سو باسٹھ صفحات پر مشتمل ہے ۔ قیمت فی نسخہ مجلد چار روپے

ملنے کا پتہ : دارالعلوم جامعہ اشرفیہ ، پشاور

---

ایک فکر ——— ایک تحریک ——— ایک جہاد

علمی و دینی مجلہ ○ ماہنامہ

# الحق

سرپرست : شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہم

جو ۹ سال سے باقاعدگی کے ساتھ لادینیت کے ہر محاذ پر برسرِپیکار ہے۔

* علمی و دینی اور اصلاحی مضامین * تحقیقی مقالے * پُرمغز اداریے * معیاری ادبیات
* سنجیدہ تنقیدیں * باطل کا تعاقب * مغربی اور ہر لادینی تہذیب کا پوسٹ مارٹم
* تاریخ سائنس مواعظ تصوّف قانون، سیاست * قرآن اور اسلامی معاشرہ کی حسین تصویر
* فرق باطلہ کا علمی احتساب * اس کے ہر شمارے کا امتیازی شان ہے
* نئے حالات اور نئے مسائل پر اسلام کی ترجمانی الحق ملک و بیرونِ ملک مسلمانوں کے ہر طبقہ میں یکساں مقبول ہے۔ جس کی افادیت وقتی نہیں بلکہ حال اور مستقبل میں ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔ الحق عالم اسلام کے چیدہ فکری و علمی صلاحیتوں کا نچوڑ ہے۔

سفید کاغذ معیاری کتابت و طباعت۔ آرٹ پیپر کا حسین ٹائٹل

☆ مدیر مولانا سمیع الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور) "مغربی پاکستان"

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ سالانہ ۱۰ روپے غیر ممالک عام ڈاک سے ایک پونڈ۔

---

جسمانی، دماغی، اعصابی کمزوری کی خاص دوا

## شدھ مکر دھوج وٹی

یہ گولیاں جسمانی، دماغی ہر قسم کی طاقتوں کو بحال کرتی ہے۔ بینائی کی محافظ ہیں۔ گردہ، معدہ، سنگرہنی، مثانہ اور جگر کی کمزوری اور دل کی دھڑکن وغیرہ امراض کو رفع کرتی ہیں، ذیابیطس کا خاص علاج ہیں۔ چہرہ کی زردی، خون کی کمی، دبلاپن، ضعف معدہ دور کرکے خون بڑھاتی ہیں۔ قیمت: پچاس گولی سات روپے۔ ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ۔

حکیم محمد عبداللہ آیورویدک فارمیسی ○ شاہ عالمی پاپڑ منڈی لاہور

صنعتوں میں کام آنے والے

کیمیکلز اور تیزاب کے سپلائر

اکبری سٹور

بیرون اکبری گیٹ لاہور

فون ۶۳۸۳۲

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون

۶۲۹۳۲